الرحمٰن الرحیم کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ھذا میں (1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر اور عند قبری صلوٰۃ وسلام
بارے میں اکابرین علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ تھا اور آپ کے اکابرین کا عقیدہ ہے (2) جو عالم حضور کے حیات
قبری صلوٰۃ وسلام کے سماع کا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہے کیا وہ عالم مسلمان اہل السنت والجماعت ہے اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے
اس فتوی پر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے تصدیقی دستخط ضروری ہیں جواب مختصر ارشاد فرما کر مشکور فرمائیں،
مستفتی! محمد شاھد، محلہ عیدگاہ بمقام و ڈاکخانہ تحصیل چوآسیدن شاہ ضلع چکوال

۲۰۲ | ۱۵/م

الجواب ــــــــــ حامداً ومصلیاً

حضرات علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں جسمانی حیات حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صلوٰۃ وسلام کو جو عند القبر پڑھا جائے خود سماعت فرماتے ہیں اس میں اکابر علمائے دیوبند کا کوئی اختلاف نہیں۔

چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم اپنی شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں۔

"انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق علمائے دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں یہ عقیدہ نہ صرف علمائے دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔" (کشف الباری کتاب المغازی ص ۱۲۵)

اور محقق اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرات صحابہ کرام سے لیکر آج تک کوئی شخص اہل السنۃ والجماعۃ میں ایسا نہیں گذرا جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا آپ کے سماع عند القبر پر اتفاق ہے کوئی اس کا مخالف نہیں گذرا اور کتب اہل اسلام میں اس کے خلاف ایک صریح حوالہ موجود نہیں ہے من ادعی خلافہ فعلیہ البیان" (تسکین الصدور ص ۱۸۷)

۲۔ جو عالم اس عقیدے کا مخالف ہو اور اس اجماعی عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہے وہ یقیناً مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور کم از کم اس مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔

اور علماء و صلحائے امت کو کافر قرار دینے کی وجہ سے امامت کا اہل نہیں رہا اسکو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں اسی طرح اگر وہ امامت کر رہا ہو تو اسکی وجہ سے جماعت کی نماز کو چھوڑا نہیں جائے گا۔
البتہ اہل اختیار کو جائز نہیں کہ ایسے شخص کو امام مقرر کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اقبال عفا اللہ عنہ،
دار الافتاء جامعہ فاروقیہ
۲۰-۱-۱۴۲۱ ھ



الجواب صحیح
سلیم رشید خان
۲۳/۱/۱۴۲۱ھ
۲۹/۴/۲۰۰۰ء

Scanned by CamScanner

حیات انبیاء کرام علیہم السلام

سوال

،1۔ حضرت میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنج پیری اور مماتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟2۔ نیز یہ بھی پوچھنا ہے کہ کیا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے مسئلہ میں اختلاف تھا؟ اگرہاں تو تفصیل عطا فرمائیے۔ جزاک اللہ

جواب

جو لوگ حیات انبیاء کے منکر ہوں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔2۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، تابعین، تبع تابعین رحمھم اللہ اور تمام امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو وہاں ان کے رب کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور ان کی جسموں کو قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی۔ اس مسئلہ میں معتزلہ کے علاوہ کسی کا اختلاف نہیں۔

ماخذ : دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر : 143504200026
تاریخ اجراء : 2014-02-25

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

سوال

فلذلک نعتقد فیہم صلوات اللہ علیہم وتسلیماتہ :

أنہم علیہم الصلاۃ والتسلیمات أحیاء عند ربہم بحیاۃ برزخیۃ أکمل وأتم من حیاۃ سائر المؤمنین فی البرزخ، فحیاتہم لیست مثل حیاۃ الدنیا، بل أفضل منہا بکثیر وأرفع ۔ وأحکامہما أیضاً لیست مثل أحکام الدنیا ۔ وعلماء الأمۃ رحمہم اللہ قائلون مثل ما قلت ۔ کما قال الشیخ ظفر أحمد العثمانیؒ : فإن قلت أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ فیکون التضحیۃ عن الحی دون المیت، قلنا : فتلک حیاۃ أخری لا من جنس الحیاۃ الدنیویۃ فہو میت باعتبار ہذہ الحیاۃ الدنیویۃ حی بتلک الحیوۃ البرزخیۃ المغایرۃ لہذہ الحیاۃ ۔ (باب التضحیۃ عن المیت، اعلاء السنن :16/8010)

وہذا معتقد مشایخنا الکرام الدیوبندیۃ رحمہم اللہ، لاسیما الشیخ حسین علی المیانوالی، والشیخ نصیر الدین الغور غشتوی، والشیخ القاضی نور محمد، والشیخ غلام اللہ خان راولبندی، والشیخ القاضی شمس الدین، والشیخ محمد طاہر البنج بیری، والشیخ عبد الغنی جاجروی، والشیخ عنایت اللہ شاہ البخاری ۔ (سبیل الأذکیاء فی عقیدۃ حیاۃ الأنبیاء)

مندرجہ بالا عبارت ایک کتاب سے نقل کی ہے ۔ آپ حضرات فرمائیے کہ :

(1) ۔ ۔ ۔ مندرجہ بالا عقیدہ صحیح اور درست ہے یا نہیں؟

(2) ۔ ۔ ۔ جن اکابر کے نام لکھے ہیں وہ اکابر کیسے لوگ تھے؟ صحیح عقیدہ والے تھے یا غلط؟ کیونکہ ہم سنتے ہیں کہ یہ سب حضرات دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے ۔

جواب

(1) ۔ ۔ ۔ اس عبارت (فلذلک ...) کی تفریع جن مقدمات اور تفصیلات پر کی گئی ہے ان کو دیکھے بغیر اس پر تبصرہ نہیں کیا جاسکتا ۔

حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے متعلق جمہور امت، اہل السنۃ والجماعۃ اور علمائے دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبورِ مبارکہ میں اسی جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں جو اللہ تعالی نے دنیا میں عطا فرمایا تھا اور جسے قبرِ مبارک میں رکھا گیا تھا ۔ یہ حیات عام مومنین اور شہداء کی طرح نہیں، بلکہ اس سے کہیں افضل اور اقویٰ ہے، اس میں روح کا رشتہ جسد کے ساتھ اتنا قوی ہوتا ہے کہ اس کو دنیوی حیات کی طرح بھی کہا جاسکتا ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس حیات میں وہ احکام کے مکلف نہیں، نہ ہی ان کو کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حیات جسمِ عنصری، مدفون سے متعلق ہونے کی وجہ سے حقیقی اور جسمانی حیات ہے، یہ صرف ایسی

روحانی حیات نہیں جس میں روح کا جسم سے کوئی تعلق نہ ہو، کیونکہ حیات کا مطلب ہی تعلق الروح مع الجسد ہے، صرف روح کے باقی رہنے پر حیات کا اطلاق نہیں ہوتا، روح توکسی کی بھی فنا نہیں ہوتی۔ لہٰذا حقیقی اور جسمانی ہونے کے اعتبار سے اس حیات کو "کالحیاۃ الدنیویۃ" یعنی دنیوی زندگی کی طرح حیات کہتے ہیں، اور اسی کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر سلام کہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود وسلام پڑھتا ہے تو وہ فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے، جیساکہ حدیث میں ارشاد ہے :

" من صلّٰی علی عند قبري سمعتہ، ومن صلّٰی علی نائیاً اُبلغتہ "

(شعب الإیمان للبیھقی :141/3)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ) جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں اس کو خود سنتا ہوں، اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اورچونکہ یہ حیات عالمِ برزخ میں حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے "حیاتِ برزخیہ" بھی کہتے ہیں۔

(مأخذۂ التبویب :53/52813۔48/45983)

(2)۔۔۔ دار الافتاء سے صرف شرعی مسائل کے جوابات دیئے جاتے ہیں، شخصیات کے بارے میں تبصرے نہیں لکھے جاتے۔

حوالہ جات

•

مجیب

عبداللہ ولی

مفتیان

مفتی محمد صاحب

مفتی سیّد عابد شاہ صاحب

ماخذ : دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

فتویٰ نمبر :60930

تاریخ اجراء :21-10-2017

حیات انبیاء کے منکر کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ مماتی کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa:925-809/L=9/1440

قبروں میں انبیا علیہم السلام کا حیات ہونا تواتر ادلہ سے ثابت ہے، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا تاویل انکار کرنے والا بدعتی ہے، ایسے شخص کی اقتدا میں نماز مکروہ ہوگی۔

قال السیوطی : حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الأنبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الأدلۃ فی ذلک وتواترت بہ الأخبار (الحاوی للفتاوی : ۲/۱۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ : دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی نمبر : 170005

تاریخ اجراء : May 13, 2019

منکرین حیات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا حکم

سوال

مماتیوں کے بارے میں جو ہمارے علماء دیوبند کا ان مماتیوں کے بارے میں فتوی موجود ہے، اگر اس حالات میں جو ان کا عقیدہ ہے مرجائیں، تو جو سزا یہود اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دی جاتی ہے، وہی سزا ان کو بھی ملے گی یا جو گناہ گار مسلمان ہے، ان کو جو سزا ملتی ہے وہ سزا ملے گی؟

جواب

رسول اللہ ﷺ اور تمام اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کے متعلق اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اُن کے اَبدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں، جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، جو حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے، بلکہ بعض اعتبار سے اس سے بھی اعلیٰ ہے، صرف یہ فرق ہے کہ اَحکامِ دنیویہ کے مکلف نہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس کو بلاواسطہ سنتے ہیں۔

یہ عقیدہ چودہ صدیوں سے امت میں متوارث چلا آرہا ہے، جو شخص اس عقیدہ کے خلاف کرے وہ بتدع اور گم راہ ہے، اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، لیکن وہ کافر نہیں ہے کہ آخرت میں اس کا انجام یہود و نصاریٰ کے مثل قرار دیا جائے۔

المہند علی المفند میں ہے:

"عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلي الله عليه وسلم حي في قبره الشريف و حيوٰته صلي الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليف، و هي مخصوصة به صلي الله عليه وسلم و بجميع الأنبياء صلوات الله عليهم، لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين، بل لجميع الناس، كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالة: "إنباء الأذكياء بحيوٰة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حيوٰة الأنبياء و الشهداء في القبر كحيوٰتهم في الدنيا، و يشهد له صلوٰة موسى عليه السلام في قبره؛ فإن الصلوٰة تستدعي جسداً حياً... الخ (ص: ادارة اسلاميات)

جواہر الفتاوی میں ہے:

"حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا عقیدہ نصوصِ شرعیہ سے اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، باتفاق علماءِ اہلِ السنۃ والجماعۃ خاص کر اکابرینِ علماءِ دیوبند، اس جماعتِ دیوبندیہ کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اس کے خلاف منکرینِ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء والشہداء کو بتدع اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں۔"

(جواہر الفتاوی جدید، ۱/٤٣٢، ط: اسلامی کتب خانہ)

حضرت مولانا سید مہدی حسن رحمہ اللہ اپنے رسالہ "قہر حق بر صاحب ندائے حق" میں تحریر فرماتے ہیں:

"جو امام یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات محض روحانی ہے اور جسم اگرچہ محفوظ ہے، مگر حیات سے بے بہرہ ہے اور پھر اس عقیدہ کی تبلیغ کرتا ہے اور ترویج چاہتا ہے، بالیقین اس عقیدہ والا امام بتدع فی العقیدہ والعمل ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔"

(ص: ۲۸۸، ط: امدادیہ)

نوٹ: بتدع کی اقتدا میں نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر درست عقیدے والے متقی پرہیز گار امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا موقع ہو تو بدعتی کی اقتدا میں نماز ادا نہ کی جائے، اگر مجبوری ہو تو بدعتی کی اقتدا میں نماز ادا کرلی جائے، اور بعد میں اس نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے، کیوں کہ امام کے فاسق ہونے کی وجہ سے جو کراہت لازم آتی ہے وہ داخلِ نماز (نماز کے اندرونی اعمال) میں نہیں ہوتی، بلکہ خارج نماز سبب (نماز سے باہر، یعنی امام میں امامت کی اہلیت کی کمی) کی وجہ سے ہے۔

فقط واللہ اعلم

ماخذ: دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر: 144211200354
تاریخ اجراء: 2021-06-19

مسئلہ عقیدہ حیات الانبیاء ﷺ کی وضاحت مطلوب ہے؟

سوال

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں کہ - ۱ عقیدہ حیات انبیاء ﷺ کیا ہے۔؟

- ۲ دین متین میں اس عقیدے کی شرعی حثیت کیا ہے۔۔؟

- ۳اس عقیدے کے مُنکر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

- ۴ مُنکرینِ حیات انبیاء ﷺ کو امام بنانا یا پھر اسکی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔۔؟

- ۵ مُنکرینِ حیات انبیاء ﷺ کو اپنی مساجد میں چندہ کرنے کی اجازت دینا یا پھر چندہ دینا کیسا ہے۔؟

- ۶ مُنکرینِ حیات انبیاء ﷺ کے جلسوں میں شرکت کرنا یا پھر اِنکو اپنے پروگرامز یا سٹیج پہ بُلانا شرعاً کیسا ہے؟

- ۷ مُنکرینِ حیات انبیاء ﷺ کا عقیدہ رکھنے والوں کے پاس اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا اسکا کیس حکم ہو گا؟

- ۸اگر کسی مسجد یا مدرسے میں پہلے سے موجود امام یا مُدرس مُنکرینِ حیات انبیا ﷺ کا عقیدہ رکھنے والا ہو تو اُسکے لیے کیا حکم ہو گا؟ تمام سوالات کے جوابات بالترتیب دلائل کیساتھ عنایت فرمائیں۔

بہت شکریہ، جزاک اللہ خیرا۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa : 40-20/B=01/1441

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے "تسکین الصدور" شیخ الحدیث حضرت مولانا صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ مسئلہ کے ہر پہلو پر بحث کی ہے۔ اور اس کتاب میں دارالعلوم دیوبند کے سابق صدر مفتی حضرت سید مہدی حسن رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی نقل کیا گیا ہے۔ اگر کوئی بات رہ جائے تو اپنے یہاں کے علماء کی طرف رجوع کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ : دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
فتوی نمبر :173135
تاریخ اجراء :Oct 7, 2019

مسئلہ حیات الانبیاء اور مماتی کے پیچھے نماز کا حکم

سوال

حیات النبی ﷺ کے بارے میں اہلِ حق کا مسلک کیا ہے؟ مماتی کون ہیں؟ ان کی پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

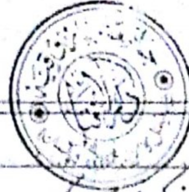
جواب

حیات النبی ﷺ کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت اقدس نبی اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے، ان کے اَبدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور یہ حیات، حیاتِ دنیوی کے مماثل، بلکہ بعض وجوہ سے حیاتِ دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، البتہ اَحکامِ شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں۔ روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے حضور ﷺ اس کو خود بلاواسطہ سنتے ہیں۔

جو لوگ حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں ان کو عرف میں ' ' مماتی ' ' کہا جاتا ہے، اور یہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہیں؛ اس لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ اعلم

ماخذ: دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر: 143908200732
تاریخ اجراء: 2018-05-09

٩٤/٣٤٠ ٢١٥٨٤



Date:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسمانی و روحانی کا روضہ اقدس میں قائل نہ ہو، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ وسیلہ حاصل کرنے کا قائل نہ ہو، اور اس بات کا بھی قائل نہ ہو کہ روضہ اقدس کے پاس درود شریف پڑھنے والے کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں۔

تو ایسے شخص کے بارے میں چند سوالات کے جوابات درکار ہیں

(۱) کیا یہ عقائد علماء دیوبند کے عقائد کہلاتے ہیں؟

(۲) مذکورہ جزئیات کے بارے میں علماء دیوبند کیا کہتے ہیں؟

(۳) جو شخص ذکر کردہ جزئیات کا قائل نہ ہو، ایسے شخص کا اپنے آپ کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرنا کیسا ہے؟

بینوا توجروا

مستفتی: محمد عثمان احمد وڑائچ۔

0332-7383120.

۲،۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

۲،۱۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق علمائے دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، یہ عقیدہ نہ صرف علماء دیوبند کا ہے بلکہ تمام امت کا ہے۔

(کشف الباری، کتاب المغازی، ص ۱۲۵)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک کوئی شخص اہل السنۃ و الجماعۃ میں ایسا نہیں گزرا، جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوۃ و سلام کا سماع نہیں فرماتے۔ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا آپ کے سماع عند القبر پر اتفاق ہے، کوئی اس کا مخالف نہیں گزرا اور کتب اہل اسلام میں اسکے خلاف ایک بھی صریح حوالہ موجود نہیں۔

(تسکین الصدور، ص ۳۳۱)

وسیلہ سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا، شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ "حضور میری بخشش کی سفارش فرمائیں" نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

درود کے سماع سے متعلق علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو شخص صلاۃ و سلام پڑھتا ہے، آپ خود

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

Date: ____________

سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جبکہ دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام بذریعہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔ جو شخص مذکورہ عقائد کا مخالف ہو تو وہ یقیناً مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور کم از کم اس مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔

فقط

واللہ أعلم بالصواب

کتبہ: نعمان احمد غفرلہ

المتخصص في الفقہ الإسلامي

بالجامعۃ الفاروقیۃ بکراتشي

۵ / ۶ / ۱۴۳۱ھ

۲۰ / ۵ / ۲۰۱۰م

الجواب صحیح

[signature]

۸/۶/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح

[signature] غفرلہ

۸،۶،۳۱ھ



حیات انبیاء کے منکر کی امامت اور اس کے ساتھ تعلقات رکھنا

سوال

جو شخص حیات النبی کے عقیدے کا منکر ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اسی طرح ایسے امام کے مقتدیوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب

حیات الانبیاء سے متعلق جمہور اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مبارکہ میں زندہ ہیں، اور ان کی حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے بھی قوی ہے، اور دیگر تمام لوگوں کی حیات سے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات ممتاز، اعلیٰ اور ارفع ہے، اور وہ سب اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، اور مختلف قسم کی عبادات میں مشغول ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ سب نمازوں میں مشغول ہوں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ مشاہدہ بصورتِ نماز ہوتا ہو اور کسی کو بصورتِ تلاوت ہوتا ہو اور کسی کو اور طریقہ سے، لہذا سب مشاہدہ باری تعالیٰ میں ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی، ص 206) البتہ عالمِ برزخ میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عبادات مکلف ہونے کے اعتبار سے نہیں ہیں، بلکہ بلا مکلف ہونے کے صرف تلذذ اور لذت حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ (ایضاً)

جو شخص حیات الانبیاء کا منکر ہو وہ اہلِ سنت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا مکروہِ تحریمی ہے، امامت کے جلیل الشان منصب کے لیے صحیح العقیدہ افراد کا انتخاب کیا جانا ضروری ہے۔ نیز ایسے شخص سے تعلق رکھنے سے اس کی اصلاح کی امید ہو تو تعلق رکھا جائے اور بالخصوص اہلِ علم ان کی راہ نمائی کریں؛ تاکہ وہ اپنے اس عقیدہ سے توبہ تائب ہوجائے، اور اگر اس سے تعلق نہ رکھنے سے اس کی اصلاح کی امید ہو یا مقتدی اہلِ علم نہ ہوں اور ان سے تعلق رکھنے میں ان کا اپنا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص سے تعلق نہ رکھا جائے۔

مذکورہ امام کے مقتدیوں کا بھی اگر یہی عقیدہ ہو تو ان کا حکم بھی یہی ہوگا، لیکن اگر مقتدی کا عقیدہ درست ہو تو اس کے ساتھ تعلق قطع نہ کیا جائے۔

واضح رہے کہ جب تک کسی شخص کے عقائد ونظریات کے بارے میں یقینی ذرائع سے کوئی بات پایہ ثبوت کو نہ پہنچے یا وہ شخص خود صراحت نہ کرے، عمومی اشارات یا مبہم باتوں سے استدلال کرکے کسی شخص کا کردار مجروح کرنا شرعاً ہرگز روا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

ماخذ: دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر: 144003200153
تاریخ اجراء: 19-11-2018

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیات انبیاء علیہم السلام سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

سوال

میرا عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ہے اور میرے بعض اساتذہ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں، یعنی مماتی ہیں، وہ مجھے عقیدہ حیات النبی ﷺ بیان کرنے اور حیاتی علماء کو اپنی مسجد میں لانے سے منع کرتے ہیں، ورنہ مجھے عاق کردیں گے ؟ آپ سے گزارش ہے کہ حیات النبی ﷺ اور حیات الانبیاء سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کی وضاحت کردیں !

جواب

صورتِ مسئولہ میں جو شخص "حیات الانبیاء" (یعنی وفات کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات) کا منکر ہو، وہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا بھی مکروہِ تحریمی ہے، ان لوگوں سے علم دین حاصل کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے، لہذا آپ ضرورت کے موقع پر لوگوں کو درست عقیدہ بتاتے رہیں، اور حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے منکرین کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔

نیز واضح رہے کہ ہمارے ہاں حیات النبی ﷺ اور انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق متعدد سوال موصول ہوتے رہے ہیں اور سوال کے مطابق ان کے جوابات بھی جاری کیے جاتے رہے ہیں، نیز کئی لوگوں کی طرف سے یہ درخواست کی گئی کہ اس مسئلہ کا مکمل تفصیلی فتویٰ جاری کیا جائے، آپ کا سوال بھی اسی نوعیت کا ہے ؛ لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے سابق رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام چاٹگامی صاحب رحمہ اللہ کا اس مسئلہ پر خود نوشتہ تفصیلی فتویٰ جو انہوں نے (5/10/1421) کو اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے، وہ مکمل نقل کردیا جائے، لہذا ذیل میں اسے ملاحظہ فرمائیے :

حامداًومصلیاًومسلماً! اَمّا بعد :

حیات النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وشہداءِ کرام کی حیات کا عقیدہ نصوصِ شرعیہ اوراجماع سے ثابت ہے، باتفاقِ علماءِ اہلِ سنت والجماعت خاص کراکابرین علمائے دیوبند اس کوجماعتِ دیوبندیہ کے لیے معیارقرار دیتے ہیں، اوراس کے خلاف منکرینِ حیات النبی والانبیاء والشہداء کو بتدع اوراہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرینِ حیات النبی ﷺ کی اقتدا اورامامت کو مکروہِ تحریمی فرماتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ :

حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام اور شہداء تو نصوصِ قرآنی، احادیث اور آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیات دنیویہ کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے، فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم محسوس نہیں کرپاتے، لیکن نصوص و روایات سے جب معلوم ہوگیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے، لہٰذا اس پر ایمان و عقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیاتِ انبیاء کے حوالے سے "حیاۃ النبی" کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکامِ شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں۔

1 : مثلاً : انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کیے جاتے۔

2 : انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے کسی ایمان دار کا نکاح درست نہیں، جب کہ شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں، مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے، ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

3 : انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھا سکتی ہے، نہ فنا کرسکتی ہے، وہ اجسامِ دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں، یہی تمام علمائے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ، اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

علمائے دیوبند سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زیغ اور کجی یا کسی قسم کی کم زوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہوکر خود بھی گم راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب کہ علمائے اہلِ سنت والجماعت خاص کر علمائے دیوبند کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور منقح ہے، جگہ جگہ اپنی تحریروں میں، تالیفات و تصنیفات میں واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ :

"روضۂ اقدس ﷺ پر جا کر درود و سلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ ﷺ بلاواسطہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور دور سے درود و سلام پڑھنے والوں کے درود و سلام کو آپ تک روضۂ شریف میں فرشتے پہنچاتے ہیں۔"

(امداد الفتاویٰ، ص : ۱۱۰، ج : ۵)

اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی دیوبندی اس سے اختلاف رکھتا ہے اور حیات النبی ﷺ کا منکر ہوتا ہے تو یہ اس کی ذاتی رائے اور اس کی سینہ زوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت والجماعت کے خواص و عوام کو اس گھمنڈ اور سینہ زوری سے بچائے، ہم سب کو راہ اعتدال نصیب فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

اس کے مزید تفصیل اور دلائل کی وضاحت درج ذیل ہے :

دنیا کی حیات اور موت کی حقیقت :

تمام انسانوں کو دنیا میں آنے کے بعد اجل مسمّیٰ پوری کر کے پھر ایک مرتبہ دنیوی زندگی کو خیرباد کہہ کر آخرت کی طرف جانا پڑتا ہے، نقل اور عقل کے مشاہدے سے یہ بات ثابت اور مقرر ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر اجل مسمّیٰ پوری کرنے تک کی زندگی کو "حیاتِ دنیوی" کہا جاتا ہے، اور یہ حیات اس لیے دی گئی ہے کہ انسان اس میں رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ایمان و عمل کو درست کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر کرے، آخرت کی ابدی زندگی کی راحت و آرام کے لیے سعی کرے، اور آخرت کے ابدی عذاب و سزا سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرے؛ کیوں کہ بعض روایت میں ہے کہ : دنیا اور دنیا کی چیزوں کو انسان کے واسطے بنایا گیا مگر انسان کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے :

"الدنيا مزرعة الآخرة ".

(المقاصد الحسنة للسخاوي، حرف الدال المهملة، [رقم الحديث:۴۹۵](ص:۲۵۵) ط: دارالكتب العلمية بيروت۔۲۰۰۳م-۱۴۲۴ھ۔)

ترجمہ : ''دنیا آخرت کے واسطے کھیتی کی جگہ ہے۔''

جو لوگ یہاں سے ایمان و عمل درست کر کے جائیں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام اور آخرت کی نعمتوں میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان واعمال کو خراب کریں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور سزا بھگتیں گے۔

تو انسان جب دنیوی حیات پوری کر کے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو بیچ کی گھاٹی موت آتی ہے، موت کے بعد جب قبر کی زندگی شروع ہوتی ہے تو قبر میں سوالات ہوتے ہیں کہ : دنیوی زندگی اللہ و رسول کے احکام کے مطابق گزاری ہے یا اللہ و رسول کے احکام کے خلاف گزاری ہے ؟ ۔ اس پر ابتدائی سوالات اور پوچھ گچھ ہے :

پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا رب کون ہے ؟

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا دین اور مذہب کیا ہے ؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ : تمہاری دینی رہنمائی کے لیے جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے ؟

انسان اگر ان سوالات کے جوابات میں کامیاب ہوتا ہے تو گویا ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی سے ہم کنار ہونے کی امید ہوتی ہے اور راحتوں کی زندگی شروع ہوتی ہے، انسان قبر میں راحتوں کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے اور جب انسان قبر کے سوالات وجوابات میں ناکام ہوتا ہے اور ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، بلکہ سوال

کے جواب میں صاف جواب دیتا ہے کہ : میں تو کچھ نہیں جانتا ۔ پھر قبر کی زندگی ہی سے تکلیف والے حالات پیش آنے لگتے ہیں ، یہیں سے پریشانی کی زندگی شروع ہوتی ہے ، ابتدائی عذاب وسزا کا معاملہ شروع ہوتا ہے ، انسان ان کو بھی محسوس کرتا ہے ۔ نصوص واحادیث میں ان کی تفصیلات موجود ہیں ۔

حاصل یہ نکلا کہ : انسان مرنے کے بعد ختم نہیں ہوجاتا ، بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف جاتا ہے ، دونوں زندگیوں کے درمیان موت پل کی طرح ہوتی ہے ، مرنے کے بعد قبر میں اس کی روح لوٹادی جاتی ہے ، اگرانسان ایمان دار ہے تو ابتدائی سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے اور قبر میں وہ راحت وآرام کی زندگی گزارتا ہے ، اورانسان کا حال اگر بُرا ہوتا ہے تو سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا ، موت میں سختی اور پھر قبر میں سختی ہوتی ہے ۔

حدیثِ مبارک میں ہے :

"القبر حُفْرَةٌ من حفرالنار، أوروضة من رياض الجنّة".

(شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور للسیوطي، باب فظاعة القبر وسهولته وسعته على المؤمن،(ص:۱۵۳) ط: دارالكتب العلمية،بيروت)

دنیا کی زندگی ایمان وعمل کی زندگی ہوتی ہے ، قبر کی زندگی ، قیامتِ کبریٰ (حساب وکتاب) تک کے زمانہ کی ہوتی ہے ، اس کو "عالمِ برزخ" کی زندگی کہاجاتا ہے ، یہ اخروی زندگی کا ابتدائی حصّہ ہے ، اس "عالمِ برزخ" میں انسان اوراس کی روح (جوکہ اَعلیٰ علّیین یا اَسفل السافلین میں ہوتی ہے) سے تعلق وربط ہوتا ہے ، آدمی نیک ہو تو جنت کی خوش بو ، ہوا اور نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے اور اگر بد ہوتا ہے تو جہنم کی بدبو ، گرم ہوا اور دوسری تکالیف سے متاثر اور رنجیدہ ہوتا ہے ۔ اور یہ سب کچھ روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے ۔

رہا یہ کہ دنیا کے انسانوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا ، اس کا پتا نہیں چلتا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان "عالمِ دنیا" میں ہوتے ہوئے "عالمِ آخرت" کے امور کو محسوس کرے ، اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ". [البقرة:۱۵۴]

ترجمہ : ''جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں، ان کو تم مردار مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ زندگی کا شعور تمہیں نہیں ہے ۔''

تم کو ان کی حیات کا احساس نہیں ہوتا اور عدمِ احساس یہ عدمِ حیات کی دلیل نہیں ہے ، جب کہ رب العالمین نے اعلان فرمادیا ہے کہ وہ زندہ ہیں ، تمہیں اس کا شعور نہیں ہے ؛ لہٰذا ہر ایمان دار کو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے ، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر اور گم راہی ہے ۔ جب تقریرِ مذکور سے واضح ہوا کہ دنیوی حیات ، عارضی حیات اور فانی ہے ، اس کے بعد ہر انسان کو موت آنی ہے ، سفرِ آخرت میں جانا ہے ۔

" كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ". [العنكبوت:۵۷]

ترجمہ : ''ہر جان دار، موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے ۔''

موت، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان پل کی طرح ہے ، اس سے انسان ختم نہیں ہوتا، فنا نہیں ہوتا، بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوجاتا ہے ، اس سے موت کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی اور "عالمِ برزخ" کا مفہوم بھی معلوم ہوگیا، دوسرے عالم (عالمِ آخرت) کے دو حصّے ہیں : پہلا حصّہ جوکہ عالم برزخ اور قبر کی زندگی ہے ، انسانی روح وہاں لوٹادی جاتی ہے تاکہ سوالات وجوابات ہوں ، پھر اَعلیٰ علّیین یا اَسفل السافلین میں اسے رکھ دیا جاتا ہے ، مگر جسم کے ساتھ روح کا تعلق وربط بدستور رہتا ہے ، ارواح کے ساتھ اچھا اور برا جو کچھ ہوتا ہے ، اجسام بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں ، اگرچہ دنیا کے انسان کو اس کی خبر اور شعور نہیں ہوتا ۔

احادیث میں قبر کے اندر انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا اور بہت سے صحابۂ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا تلاوت کرنا اور بہت سے انسانوں پر سانپ کا مسلط کر دیا جانا ، عذاب اور سزا کا معاملہ چلنا ثابت ہے ۔ اور یہ برزخی حیات کی زندگی تمام انسانوں کے لیے مقرر اور متعین ہے ۔

یہاں پر ایک دوسری چیز کا جاننا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ : "عالمِ دنیا" میں جیسا کہ سارے انسان ایک ہی درجہ کے نہیں ہوتے ، بلکہ ان کے درجات اور مراتب متفاوت ہوتے ہیں ، ان میں نیک ہوتے ہیں اور نیکیوں میں بھی سب برابر نہیں ہوتے ، بلکہ الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں ، بعینہٖ اسی طرح "عالمِ برزخ "اور "عالمِ آخرت" کی زندگی جوکہ دائمی اور ہمیشہ کی زندگی ہے ، اس میں بھی انسان الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں ۔

کچھ انسان تو اعلیٰ ترین ذات وصفات کے مالک ہوتے ہیں ، جیسے : انبیاء علیہم السلام ، پھر صدیقین وشہداء کے درجات ہوتے ہیں ، پھر صالحین اور عام مؤمنین کے درجے ہوتے ہیں ، توجو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات وصفات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین انسان ہوتے ہیں ، ان کو بھی موت آتی ہے ۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے :

"اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُم مَّیِّتُونَ" [الزمر:۳۰]

ترجمہ : ''آپ نے بھی مرنا ہے اور دوسروں نے بھی ۔''

لیکن انبیاء علیہم السلام کی موت دوسرے انسانوں کی موت کی طرح نہیں ، انبیاء علیہم السلام بھی عالمِ برزخ اور قبر میں رہتے ہیں ، لیکن دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے انسانوں کی طرح نہیں ہیں ۔ ان کا بھی حشر ہوگا ، لیکن دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ، ان کا بھی حساب وکتاب ہوگا ، مگر دوسرے انسانوں کی طرح نہیں ، اس فرقِ مراتب کو سمجھنا بہت ضروری ہے ، اسی وجہ سے کہا گیا ہے :

"گر فراق مراتب نہ کنی زندیقی"

حدیثِ مبارک میں ہے :

"أنزلواالناس منازلهم".

(سنن أبي داؤد،كتاب الأدب،باب في تنزيل الناس منازلهم،(2/665)ط:ميرمحمدكتب خانه کراچی)

ترجمہ: ''ہر انسان کو اپنے اپنے مقام پر رکھو۔''

لہٰذا انبیاء علیہم السلام کو انبیاء کرام کی جگہ پر، صدیقین و شہداء کو ان کے مقام پر، عام صالحین اور مؤمنین کو ان کی جگہ پر رکھیں، جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تیسری بات یہ بھی جان لو کہ:

انبیاء علیہم السلام جو کہ اعلیٰ ترین انسان ہیں، ان کے اوپر انسانوں کا اور کوئی درجہ نہیں ہے، تو ان کی حیاتِ برزخی اور عالمِ آخرت کی حیات بھی اعلیٰ ترین حیات ہوگی، عام انسانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اَرفعیت اور بلندی کا اندازہ نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو اَرفع واَعلیٰ انسان بنایا ہے، وہی ان کے مراتب کو جانتا ہے، یہی حال ان کی حیاتِ برزخیہ کا ہے، وہ بیک وقت عالمِ بالا میں مشاہدۂ حق جل تعالیٰ سے بھی متمتع ہوتے ہیں اور عالمِ سفلی میں زمینی مخلوق سے بھی ان کا ارتباط ہوتا ہے، پھر ان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سید الانبیاء وخاتم النبیین ﷺ کی بلندی درجات اور شانِ رفعت کا کیا ٹھکانہ ہوسکتا ہے، وہ اللہ ہی جانتا ہے، عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ عام انسان اس ذات ستودۂ صفات کے نہ کمالات کو احاطہ کرسکتا ہے، نہ اس کے مقامات عالیہ کا ادراک کرسکتا ہے، نہ کسی کو اس کی پوری محامد اور تعریف کی قدرت ہے تو ایسی ذات باصفات کی حیاتِ برزخیہ کا پورا اندازہ کون کرسکتا ہے، اسی واسطے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے:

"مناجاتے اگر بامید بیان کرد بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد : : محمد از تو می خواہم خدارا خدایا از تو حب مصطفی را"

مگر نفسِ انسانی کی حیات بعد الممات اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ بعد از وفات کے عقیدہ کا ثبوت نصوص وروایات سے ملنے کے ساتھ ساتھ درایت سے بھی ثابت ہے؛ کیوں کہ ہر ذی عقل وذی فہم بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ کی زندگی میں کلمہ پڑھا یا بعد میں پڑھا اور قیامت تک کلمہ پڑھے گا، ان سے میں ہر شخص آپ کی زندگی میں آپ کو جس طرح رسول سمجھتا ہے، اسی طرح آپ کی وفات کی بعد بھی آپ ﷺ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور رسول جسم وروح دونوں چیزوں کا نام ہے، جیسے دنیا میں وہ جسم مع الروح رسول تھے، وفات کے بعد بھی عالمِ برزخ میں "جسم مع الروح" رسول ہیں، رسول یا رسول کا کوئی حصہ فنا نہیں ہوسکتا اور یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے، سب رسول اپنے اجسامِ عنصریہ اور ارواح کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں۔ سب پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور دوسرے رسولوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے انبیاء اور رسُل علیہم الصلوۃ والسلام کی شرائع ہمارے رسول ﷺ کے بعد منسوخ ہوگئی ہیں، لیکن رسول اور انبیاء حضرات اپنے منصبِ رسالت و نبوت پر پھر بھی فائز ہیں، اس لیے قیامت تک آنے والے انسانوں پر تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے ، وہ اپنی دنیوی زندگی میں رسول اور نبی تھے ، دنیا سے جانے کے بعد بھی عالمِ برزخ میں رسول و نبی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جس سے حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیات النبی ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں :

واضح رہے کہ وفات کے بعد ، عالمِ برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت "ادلّہ اربعہ" سے ملتا ہے، یہاں بطورِ نمونہ چند نصوصِ قرآنی اور احادیثِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں :

1 : اللہ تعالیٰ کا قول :

"وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ" ۔ [الزخرف:45]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ : اس آیت سے حیاتِ انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" يستدلّ بهذه الآية على حياة الأنبياء..." الخ

(مشكالات القرآن، ص: ٢٣٤، الدر المنثور، ج: ٦، ص: ١٦، روح المعانی، ج: ٢٥، ص: ٨، مجموعة رسائل الكشميري،مشكلات القرآن للإمام الشيخ أنورشاه الكشميري، [الزخرف:٤٥](٤/٣٧٧)ط:إدارة القرآن والعلوم الإسلاميةكراچی۔١٤١٦ھ-١٩٩٦م)

2 :

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ . . الآیۃ۔ [الٓم السجدة:23]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ : "معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار، آپ ﷺ اس وقت حیات تھے ، آپ کی ملاقات جسدِ عنصریہ سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جسدِ عنصری کے ساتھ ہوئی، اس لیے " مِنْ لِّقَآئِه" فرمایا "من لقاء روحه" نہیں فرمایا تو ملاقات "صراحت النص" سے ثابت ہے اور حیاۃ الانبیاء "اقتضاء النص" سے ثابت ہے۔ اصول میں دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔ "

3 : شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ" ۔ [البقرة]

4 : دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ " ۔[آل عمران]

یہ دونوں آیات حیاتِ شہداء کے بارے میں نازل ہوئیں۔ شہداء کے بارے میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مردار ہو گئے ،قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ان کی تردید فرمائی کہ :

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ہیں، تم لوگ انہیں نہ مردہ سمجھو، نہ مردہ کہو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں"۔

5 : حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں :

"وإذاثبت أنّهم أحياء من حيث النقل، فإنّه يقوّيه من حيث النظر كون الشهداء بنصّ القرآن، والأنبياء أفضل من الشهداء".

(فتح الباري للحافظ ابن حجر العسقلاني، كتاب الأنبياء،باب قول االله تعالىٰ: { وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ...})(6/488)ط:رئاسة إدارات البحوث العلمية...بالسعودية)

یعنی جب شہداء کے بارے میں ازروئے نص اور نقل حیات ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے افضل ہیں، ان کے درجات اعلیٰ وارفع ہیں تو صراحۃالنص سے حیاتِ شہداء ثابت ہوئی اور دلالۃ النص سے حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں؛ کیوں کہ شہیدوں کی شہادت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی وجہ سے ہے اور ان کا درجہ انبیاء علیہم السلام سے دو درجہ بعد کا ہے، ان کی حیات جب صراحتِ قرآن سے ثابت ہے تو انبیاء کی حیات دلالت اور اقتضاء النص سے ثابت ہے۔

5 : حق تعالیٰ قرآن مجید کے اندر فرماتے ہیں :

{ اِنَّ االلّٰهَ وَمَلَآئكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْه وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً } [الاحزاب:56]

ترجمہ : ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر (ان کی دنیوی زندگی میں اور برزخ کی زندگی میں ہر حال میں ان پر) درود بھیجا کرو، سلام بھیجا کرو۔''

اللہ تعالیٰ بذاتِ خود حیّ وقیوم ہے اور اپنے حبیب محمد ﷺ پر درود بھیج رہا ہے، اپنے نبی کی طرف رحمتوں کے ساتھ متوجہ ہے، کیا حبیب اور نبی کے لیے یہ شان مناسب ہے کہ وہ بے جان مردہ پڑا رہے اور اپنے آقا سے لاتعلق اور بے حس پڑا رہے، ہرگز نہیں ہوسکتا، بلکہ آپ کی اخروی اور برزخی حیات تو عالَمِ علوی کے لحاظ سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ترین حیات ہے، آپ کا مشاہدۂ باری اور آپ کا ربط وتعلق حق تعالیٰ سے "عالمِ برزخ" میں تو "عالَمِ دنیا" سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز خالق کائنات تو ازروئے اکرام اپنے نبی پر درود بھیجے، فرشتوں کے ذریعہ اکرام کرتے ہوئے درودوسلام بھیجے، اور وہ تمام انسانوں کو اکرام کا حکم دیں کہ اپنے نبی و حبیب ﷺ کا اکرام درودوسلام کے ساتھ کریں، ہمیشہ کریں، "عالَمِ دنیا" میں کریں اور "عالَمِ برزخ" میں جانے کے بعد کریں، درودوسلام بھیجا کریں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا اکرام کیا جارہا ہے اس کو پتا نہ ہو، وہ اس سے بے خبر ہو، اسی واسطے تو آپ ﷺ نے اپنی دنیوی حیات میں ہوتے ہوئے ان سب سوالوں کے جوابات دے دیے تھے اور فرمادیا تھا کہ قریب سے درود پڑھنے والوں کے "درودوسلام" کو آپ بلاواسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے "درودوسلام" بھیجنے والوں کے "درودوسلام" کو بذریعۂ فرشتے آپ کو پہنچایا جاتا ہے، تو آیتِ صلوٰۃ وسلام سے بھی حیات النبی ﷺ کا ثبوت "دلالۃ النص" اور "اقتضاء النص" سے ملتا ہے۔

حیاۃ النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

1 : حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون".

(شفاء السقام في زيارة خيرالأنام للسبكي، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ،الفصل الثالث في سائرالموتٰى...، (ص:١٨٠) ط:مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدرآباد دكن)

ترجمہ : "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں"۔

(وكذا فى فتح الباري لابن حجرالعسقلاني، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: { وَاذْكُرْفِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ...}(6/487) ط: رئاسة إداراة البحوث العلمية والإفتاء ... بالسعودية)

(وكذا فتح الملهم للشيخ العثماني، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول االله، وفرض الصلاة...، (١/٣٢٩) ط:مدينة پريس بجنور)

مجمع الزوائد میں ہے :

"رجاله الثقات." (ص: ١٨٨، ج: ٨)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصحّ خبر الأنبياء أحياء في قبورهم". (مرقاۃ، ص : ٢١٢، ج : ٢)

فیض القدیر میں ہے :

"و هذاحديث صحيح." (ص : ١٨٤، ج : ٣)

مدارج النبوۃ میں ہے :

"ورجال حديث أنس في مسند أبي يعلٰى ثقاتٌ". (ص :۴۴۷، ج : ۲)

علامہ شوکانی نے لکھا ہے :

"وقد ثبت في الحديث: أنّ الأنبياء أحياء في قبورهم. رواه المنذري وصَحَّحه البيهقي". (ص :۲۱۴، ج : ۳)

2 : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"قَالَ عَلَيْه الصلاةُ وَالسَّلَامُ: مَامِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ االلّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْه السَّلَامَ".

(سنن أبي داوٗد، كتاب المناسک ،باب زيارة القبور،(۱/۲۷۹) ط:میر محمد کتب خانہ کراچی)

(المسند للإمام أحمدبن حنبل،مسند أبي هريرة رضي االله عنہ،[رقم الحديث:۱۰۷۵۹] (۹/۵۷۵) ط:دارالحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ : ’’کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھتا ہو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے ، یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں ۔‘‘

یعنی ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والا جو قبر شریف پر آکر "صلوٰۃ وسلام" پڑھتا ہے ، اس کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کا "ملأ اعلیٰ" سے جسدِ اطہر کے ساتھ اس طرح اتصال کر دیتے ہیں کہ سب کے "صلوٰۃ وسلام" کا جواب دیا جا سکے ، ظاہر ہے دن ورات لاکھوں فرشتے ،انسان اور جن آپ کی قبر شریف پر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سب کے جوابات دیتے ہیں ۔ یہ اتصال الروح مع الجسد کے بدون ممکن نہیں ۔

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ : یہ روایت صحیح ہے :

"ورُوَاتُه ثِقَاتٌ". (فتح الباری : ۶/ ۲۷۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصحَحه النووي في الأذكار". (تفسیر ابن کثیر : ۳/ ۵۱۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے :

"هو حديث جيّدٌ". (فتاوی ابن تیمیہ : ۴/ ۳۰۶)

محدث العصر علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رُوَاتُه ثِقَاتٌ". (عقیدۃ الاسلام، ص : ۵۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"ورُوَاتُه ثِقَاتٌ". (فتح الملہم : ۱/۳۳)

تو حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبر شریف میں جسدِ اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے کے "صلاۃ وسلام" کا جواب دیتے ہیں ، البتہ جو دور سے "صلاۃ وسلام" بھیجتے ہیں، فرشتے کے ذریعے ان کے "صلاۃ وسلام" کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ جواب دیتے ہیں ۔ جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل آرہی ہے ۔

3 : حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"إنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَة، فَيْهِ خُلِقَ اٰدمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعِقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْه، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَة عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُول اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْك وَقَدْ اَرِمْتَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: بَلَيْتَ، فَقَالَ: إنَّ االلّٰهَ لحَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ".

(سنن أبي داوٗد،كتاب الصلاة،باب تفريع أبواب الجمعة،(۱/۱۵۰) ط:مير محمد كراچی۔ سنن النسائي،كتاب الجمعة، إكثار الصلاةعلى النبيؐ، (۱/۲۰۳- ۲۰۴) ط:قديمی كراچی)

ترجمہ : ''بے شک تمہارے افضل ترین ایام میں سے "یومِ جمعہ" ہے، اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز ان کی وفات ہوئی، اسی روز "نفخہ اولیٰ" ہوگا اور اسی روز میں "نفخہ ثانیہ" ہوگا، اس جمعہ کے روز تم لوگ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ : صحابۂ کرام نے سوال کیا : یا رسول اللہ ! بعدِ وفات دیگر اموات کی طرح آپ بھی تو ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ پس آپ نے فرمایا : اللہ نے زمین پر حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کردیا ہے، زمین ان کو کھا نہیں سکتی، فنا نہیں کر سکتی ۔ ''

دیکھیے حدیث میں صرف "حیات النبی الامّی" کا ذکر نہیں، بلکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کا ذکر فرمادیا، اور ساتھ ساتھ اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ عالَمِ دنیا کے مشاہدے میں جو چیز آتی ہے کہ میت قبر میں مرورِ زمانے کی وجہ سے ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہوجاتی ہے، کسی سوال وجواب کے قابل نہیں رہتی، تو صلاۃ وسلام کا جواب آپ کیسے دیں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اصول اور ضابطہ بتادیا کہ مٹی

انبیاء علیہم السلام کے اجسامِ مبارک کو کھا نہیں سکتی، لہٰذا جب تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہی حال ہے کہ سب کے سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور آپ ﷺ تو سید الانبیاء ہیں تو آپ کی حیات تو بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی تو درود و سلام کے جواب دینے میں کچھ اشکال باقی نہ رہا، یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صحّحه ابن خزيمة وغيره". (فتح الباری: ۲۷۹، پارہ: ۲۰/۶)

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" صَحَّ عنها أنّ الأرض لاتأكل أجساد الأنبياء". (عمدۃ القاری: ۶۹/۶)

شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حديث صحيح" . (مدارج النبوۃ: ۹۲/۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" فهو على شرط الصحيحين". (مستدرک حاکم: ۵۶۰)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فإنّه صحّ عنها أنّه قال: إنّ الله لحرّم على الأرض أجساد الأنبياء". (خزائن الاسرار: ۱۹)

جب صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ اجسامِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر حرام کردیے گئے ہیں، انہیں مٹی نہیں کھا سکتی، اس کے باوجود منکرینِ حیاتُ النبی ﷺ کا یہ کہنا ہے کہ قبر شریف میں- نعوذ بالله - آپ ﷺ دیگر مردوں کی طرح مردہ ہیں، درود وسلام کو نہ سنتے ہیں، نہ جواب دیتے ہیں، بڑی جرأت کی بات ہے، ہمارے نزدیک یہ باتیں ایمان اور ایمانی تقاضے کے خلاف ہیں۔

4: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

" فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ".

(سنن ابن ماجة، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنها (ص:۱۱۸)ط:قديمى كراچى)

ترجمہ: ''پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔''

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رجاله ثِقَاتٌ". (فیض القدیر: ۲/۸۷)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وروىٰ ابْنُ مَاجَه بِرِجَالٍ ثِقَاتٍ". (زرقانی شرح مواہب : ۵/۲۳۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"قلت: رجاله ثِقَاتٌ". (تہذیب التھذیب : ۳/۳۹۸)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ روایت فرماتے ہیں کہ : اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، دونوں لفظ قابلِ غور ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعدِ وفات عام مُردوں کی طرح نہیں ہیں، بلکہ جس طرح شہداء کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں، ان کو تم لوگ مردہ نہ کہو، نہ مردہ سمجھو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں، ان کو جنت میں رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے ہیں، ان سب کو رزق ملتا ہے، یہ بات آپ نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ یہ سماعی چیزیں ہوتی ہیں، سب نے نبی علیہ السلام سے سن کر فرمایا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، معنی و مفہوم بالکل واضح ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے، نہ اس کی گنجائش ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث یوم جمعہ کو کثرت درود کی فضیلت کے بارے میں ہے، جس میں جمعہ کی فضیلت، نبی علیہ السلام کے مقامِ محبوبیت اور بعدِ وفات آپ کی حیات کا ذکر موجود ہے، اور یہ کہ دنیوی حیات اور برزخی حیات برابر نہیں، بلکہ برزخی حیات دنیا کی حیات سے قوی تر ہے۔

5 : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں :

"إنّ لله ملائكة في الأرض سيّاحين يبلغونني من أمّتي السلام".

(سنن النسائي،كتاب السهو،باب التسليم على النبيّ،(۱/۱۸۹)ط:قديمى كراچى۔المسند للإمام أحمد بن حنبل،مع التعليق لأحمد محمدشاكر،مسند عبداالله بن مسعود، [رقم الحديث:۳۶۶۶](۳/۵۳۶) ط: دارالحديث القاهرة،۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ : ''نبی علیہ السلام نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں، جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔''

علامہ محدث ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رواه البزّار ورجاله رجال الصحيح". (مجمع الزوائد : ۲/۲۴)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رواه أحمد والنسائي والدارمي وأبونعيم والبيهقي والخلعي وابن حبّان والحاكم في صحيحيهما، وقالا:صحيح الإسناد". (القول البدیع :۱۱۵)

فتاوی میں حضرت عبدالعزیزدہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''و بتواتر رسیدہ این معنی۔'' (ص : ۶۹، ج : ۲)

ترجمہ : ''معنی کے لحاظ سے یہ حدیث ، حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدماءِ صحابہ میں سے ہیں، فقیہ ومحدث ہیں اوران صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فتویٰ اور مسائل پوچھنے کو فرمایا تھا، آپ معتمد ترین صحابہ میں سے ہیں، آپ کی روایت میں ہے کہ روئے زمین میں کچھ فرشتے گشت لگاتے ہیں، جوکہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے درودوسلام کو آپ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث میں صاف لفظوں میں کہاگیا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک درودوسلام پہنچاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ روح کو پہنچاتے ہیں، جس سے ظاہر ہواکہ آپ ﷺ مع جسدِ عنصری قبر شریف میں حیات اورزندہ ہیں، بالفرض آپ (نعوذ باالله) مردہ اورآپ کا جسم مبارک ریزہ ریزہ ہوجاتا تو درودوسلام کیسے پہنچایا جاتا؟ اس قسم کی بات کرنے والوں کوذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے، جب کہ نقل اور حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ تک سلام پہنچایا جاتا ہے اورآپ اس کا جواب دیتے ہیں۔

دیکھیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ درود کی روایت کوبیان فرماتے ہیں :

6 : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں :

"قَالَ عَلَيه الصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ: مَنْ صلّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُه، وَمَنْ صَلّى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ أُعْلِمْتُه".

(جلاء الأفهام في الصلاة والسلام على خيرالأنام للحافظ ابن قيّم الجوزيّة، باب ماجاء في الصلاة على رسول الله،(ص:۱۹) ط: دارالطباعة المحمدية بالأزهر بالقاهرة)

ترجمہ : ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے بھی میری قبر پر درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اورجس نے مجھ پر دور سے درودوسلام پڑھا توبواسطہ فرشتہ مجھے بتلادیا جاتا ہے۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

"بسند جيّد". (فتح الباری : ۶/ ۳۵۲)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وسنده جيّد". (القول البدیع، ص:۱۱۶)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بسند جيّد". (مرقات:۲/۱۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وسنده جيّد". (فتح الملہم:۱/۲۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین فی الحدیث میں سے ہیں، سب سے زیادہ حدیث آپ ﷺ کی، آپ ہی کے ذریعہ مروی ہیں، شب و روز، سفر و حضر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ کے اَنفاسِ قدسیہ، کلماتِ طیبہ کو یاد کرنے والے اور لکھنے والے تھے، روایت مذکور بھی انہیں کی مرویات میں سے ہے اور روایت صحیح ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قریب سے درودوسلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ بنفسِ نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درودوسلام پڑھنے والوں کے درودوسلام کو آپ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ قبر شریف میں آپ زندہ ہیں؛ کیوں کہ زندگی کے بغیر سننا اور جواب دینا محال ہے، تو ثابت ہوا کہ آپ قبر شریف کے اندر زندہ ہیں، روح مبارک کا تعلق جسدِ اطہر سے بدستور قائم ہے۔

اس سے قبل مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجسادِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مٹی پر حرام ہیں، تو آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ زندہ ہیں، درودوسلام کا جواب دیتے ہیں، ان کو مردہ سمجھنا نصوص و روایات کے خلاف عقیدہ ہے۔

7: واقعۂ معراج کو نقل کرنے والے بہت سے صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی وہاں پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ ملاقات آپ کی جسمانی تھی، یہ حضرات سب عالمِ برزخ میں تھے، نبی کریم ﷺ عالمِ دنیا میں۔

8: نیز ایک حدیث میں ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ شریف سے آپ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جس بنا پر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ: انبیاء علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں۔''

" و هذا على إثبات حياة الأنبياء في القبور على شاكلة حديث ... و قدجآء عند مسلم أيضاً في صلاة موسٰى : مررت بموسٰى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر، و هو قائم يصلّي في قبره."

(عقيدة الإسلام للعلامة الكشميري، إنّ الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون، (ص:۳۵) ط: حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

9: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تیسری حدیث روایت کرتے ہیں:

"قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ يَقُوْلُ : لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْداً، وَصَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُبَلِّغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ".

(مشكاة المصابيح،كتاب الصلاة،باب الصلاة على النبيّاوفضلها،الفصل الثاني،(ص:۸۶) ط:قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ: "تم لوگ اپنے گھروں کو قبر کی طرح خاموش گھر نہ بناؤ، بلکہ اس میں نماز، تلاوت وغیرہ کیا کرو، اور یہ کہ میری قبر کو میلہ مت بناؤ، اور یہ کہ تم لوگ مغرب یا مشرق میں جہاں بھی ہو، مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ ہر شخص کا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔''

10: حدیث شریف میں ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں نزول فرمائیں گے، حج و عمرہ کے بعد روضۂ اطہر ﷺ کے پاس زیارت کے لیے جائیں گے اور آپ "درودوسلام" پڑھیں گے اور نبی علیہ السلام "درودوسلام" کا جواب بھی دیں گے۔

وإنّي أولى الناس بعيسى بن مريم... وإنّه نازل... ثمّ تقع الأمنة على الأرض... وأخرج الحاكم وصحّحه عن أبي هريرة قال: قال رسول االلّٰہ: ليهبطنّ ابن مريم حكمًا، عدلًا، وإمامًا مقسطاً، وليسلكنّ فجًا حاجًا أومعتمرًا وليأتينّ قبري، حتّى يسلّم عليّ ولأردنّ عليه...الخ

(عقيدة الإسلام للعلامة الشيخ الكشميري، إنّ الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون...، (ص:۳۶) ط: حاشرپبلشنگ کمپنی کراچی)

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احادیث کو نقل کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور آسمان سے اتریں گے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، وہ اس وقت سب کے پیشوا ہوں گے اور دوردراز سفر کرکے جب حج و عمرہ سے فارغ ہوں گے تو روضۂ اطہر ﷺ کے پاس حاضری دیں گے اور آپ ﷺ ان کے صلوٰۃ وسلام کا جواب دیں گے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تب ہی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے درودوسلام کا جواب دیں گے۔

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ:

11 : حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : آپ ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہیں، آپ کی وفات میرے حجرہ میں ہوئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ : میرا جنازہ حضور ﷺ کی قبر کے سامنے حجرہ کے پاس رکھ دینا، اگر حجرہ شریف کا دروازہ کھل جائے اور روضۂ شریف کے اندر سے آواز آئے کہ ابو بکر کو اندر لے آؤ، تب تو حجرہ شریف میں دفن کردینا، ورنہ عام مؤمنین کے قبرستان میں دفن کردینا۔ چناں چہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ شریف کے سامنے رکھ دیا گیا تو قبر شریف کے اندر سے آواز آئی : "أدخلوا الحبيب إلى الحبيب!" (محبوب کو اپنے محبوب کے پاس لاکر دفنا دو) ۔

(تفسیر ابن کثیر : ۵/ ۲۸۵ ۔ شواھد النبوۃ للشیخ عبد الرحمن الجامی، رکن سادس در بیان شواہد و دلائل ...، ذکر امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، (ص : ۱۵۰) ط : نول کشور لکھنو)

جس سے واضح ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، اگر وہ حجرہ شریف کے اندر سے آواز دیں تو ان کو اس میں دفنا دیا جائے، ورنہ نہیں، اگر وہ یہ سمجھتے کہ - نعوذ باالله - آپ مردہ لاش ہو گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں تو کیوں کر اس طرح وصیت فرماتے ؟

نیز صحابہ کرام نے اس وصیت پر عمل فرمایا، معلوم ہوا کہ اس وقت موجود تمام صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا، ورنہ یہ کہہ دیا جاتا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت خلافِ شرع ہے، نعوذ باللہ آپ ﷺ مردہ لاش ہو گئے ہیں، لہٰذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دوسری تدبیر کی جاتی، لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے اس وصیت پر اعتراض نہیں کیا۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ :

آپ جب بھی مدینہ کے باہر سفر سے واپس ہوتے، روضۂ اطہر کے پاس حاضر ہو کر درود و سلام پڑھتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

ماخذ : دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر : 144112200748
تاریخ اجراء : 2020-08-01

مسئلہ حیات الانبیاء، اور قبر میں نماز پڑھنے کے ثبوت والی روایت

سوال

ہماری مسجد کے امام صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور نمازیں پڑھتے ہیں، لیکن ایک غیر عالم کو نمازیں ادا کرنے والی بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے، برائے مہربانی نماز کے مطابق جتنی بھی احادیثِ مبارکہ اور آیاتِ مبارکہ ہیں، اس کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں؟

جواب

تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مبارکہ میں زندہ ہیں، اور ان کی حیات دنیوی حیات کے مماثل بلکہ اس سے بھی قوی ہے، اور دیگر تمام لوگوں کی حیات سے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات ممتاز، اعلیٰ اور ارفع ہے، اور وہ سب اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، اور مختلف قسم کی عبادات میں مشغول ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ سب نمازوں میں مشغول ہوں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ مشاہدہ بصورتِ نماز ہوتا ہو اور کسی کو بصورتِ تلاوت ہوتا ہو اور کسی کو اور طریقہ سے، لہذا سب مشاہدہ باری تعالیٰ میں ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی، ص206)

البتہ عالمِ برزخ میں انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عبادات مکلف ہونے کے اعتبار سے نہیں ہیں، بلکہ بلا مکلف ہونے کے صرف تلذذ اور لذت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ (ایضاً)

چناچہ انبیاء کرام اپنی قبور مبارکہ میں نماز پڑھتے ہیں:

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں"۔

مسند البزار = البحر الزخار (13/ 299):

"عن ثابت، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون".

مسند أبي يعلى الموصلي (6/ 147):

"عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

[حكم حسين سليم أسد] : إسناده صحيح".

فوائد تمام (1/ 33):

"عن ثابت، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي (3/ 131):

" عن الحجاج، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

الجامع الصحيح للسنن والمسانيد (1/ 407):

" وعن أنس - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون ".

علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو نقل کرکے اس کے رواۃ کی توثیق کی ہے اوراس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی ص :179)

اسی طرح محمد بن علی بن حرب، معاذ بن خالد، حماد بن سلمہ، سلیمان تیمی، ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : میں شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

احمد بن سعید، حبلان، حماد بن سلمہ، ثابت وسلیمان، تیمی، انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا : میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔

صحيح مسلم (4/ 1845):

" حدثنا هداب بن خالد، وشيبان بن فروخ، قالا: حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، وسليمان التيمي، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت - وفي رواية هداب: مررت - على موسى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره ... وحدثنا علي بن خشرم، أخبرنا عيسى يعني ابن يونس، ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس، ح وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبدة بن سليمان، عن سفيان، عن سليمان التيمي، سمعت أنساً يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مررت على موسى وهو يصلي في قبره». وزاد في حديث عيسى: «مررت ليلة أسري بي»".

مسند أحمد مخرجاً (19/ 484):

"حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»".

مسند أحمد مخرجاً (21/ 214):

"حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ [ص:215]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ»".

سنن النسائي (3/ 215،216):

" أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي» قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «هَذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ»... أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»".فقط واللہ اعلم

ماخذ : دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامیة بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر :143908200964
تاریخ اجراء :15-05-2018

قبروں میں انبیاء کرام کی حیات کا حکم اور منکر حیات کی امامت میں نماز ادا کرنے کا حکم

سوال

1۔ کیا اہل سنت والجماعت کے ہاں نبی کریم ﷺ کو روضہ مبارکہ میں حیات برزخی حاصل ہے؟ اس حیات کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہے یا جسد مثالی کے ساتھ؟

2۔ حیات النبی ﷺ کے منکر (بایں معنی کہ آں حضور ﷺ کی حیاۃ برزخی صرف روح اطہر کو حاصل ہے، جسد اطہر عنصری کو حاصل نہیں ہے، کیوں کہ منکرینِ حیات النبی ﷺ کہتے ہیں کہ وہ حیات النبی ﷺ کے منکر نہیں ہیں، لیکن جب ان سے تفصیل طلب کی جائے تو وہ حیاۃ صرف روح اطہر کے لیے مانتے ہیں نہ کہ جسد اطہر کے لیے) کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

3۔ روضہ شریفہ کے قریب سے پڑھے ہوئے درود و سلام کو آں حضور ﷺ براہ راست سماعت فرماتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ مستند روایات سے ثابت ہے؟

جواب

1، 2۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں حیات ہیں اور ان کی حیات دنیاوی حیات ہی کی طرح ہے، اور اس حیات کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہے اور جو شخص اس طرح انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی حیات کا عقیدہ نہ رکھے ایسا شخص فاسق کے حکم میں ہے اور فاسق کی امامت میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنے سے بھی اجتناب کیا جائے۔

3۔ واضح رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے قریب جو درود پڑھا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کو سماعت فرماتے ہیں اور جو درود دور سے پڑھائے جائے وہ آپ علیہ الصلاہ والسلام کو پہنچا دیا جاتا ہے اور یہ مضمون مستند احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

سنن ابی داود میں ہے:

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ»."

(كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج:2، ص:218، ط:المكتبة العصرية)

مشکاۃ شریف میں ہے :

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته» . رواه البيهقي في شعب الإيمان."

(كتاب الصلاة، ج:6، ص:295، ط: المكتب الاسلامي)

فتح الباری میں ہے :

"ومن شواهد الحديث ما أخرجه أبو داود من حديث أبي هريرة رفعه وقال فيه وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم سنده صحيح وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا بلغته وعند أبي داود والنسائي وصححه بن خزيمة وغيره عن أوس بن أوس رفعه في فضل يوم الجمعة فأكثروا علي من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت قال إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء."

(باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها، ج:6، ص:488، ط:دار المعرفة)

المہند علی المفند میں ہے :

"عندنا وعند مشائخنا : حضرة الرسالة صلي الله عليه وسلم حيٌّ في قبره الشريف وحياتة صلي الله عليه وسلم دنيويّة من غير تكليفٍ، وهي مختصة بها وبجميع الأنبياء صلوات اللّٰه عليهم والشهدآء لابرزخيَّة، كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس، نصّ عليہ العلّامة السيوطي في رسالته "إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء" حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حياة الأنبيآء والشهدآء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسٰى عليه السلام في قبره، فإنّ الصلاة تستدعي جسدًا حيًّا إلٰى اٰخر ما قال: فثبت بهذا أنّ حياته دنيويَّة برزخيّة لكونها في عالم البرزخ."

(المهند على المفند، ص:34، 35، ط: نفيس منزل)

فتاوی بینات میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں :

" مسئلہ حیات النبی کے متعلق دور حاضر کے اکابر دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان :

''حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں ، اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے ۔ صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں ، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے ، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو حضرت "مولانا رشید احمد گنگوہی" کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ "المہند علی المفند" بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لیے کافی ہے ، اب جو اس مسلک کے لیے دعوی کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ۔ "

(کتاب العقائد ، ج :1 ، ص :734 ، 735 ، ط :مکتبہ بینات)

وفیہ ایضاً :

"الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں ، یہ حیات برزخی ہے ، مگر حیاتِ دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے ، جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں ، ان کا اک

ابر علماء دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے ، اور میں ان کو اہلِ حق نہیں سمجھتا ، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں ، ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ، اوران کے ساتھ کسی قسم کا تعلّق روا نہیں ۔ "

(کتاب العقائد ، ج :1 ، ص :736 ، ط :مکتبہ بینات)

ان مسائل سے متعلق مزید تفصیل کے لیے فتاوی بینات ج :1 ، "مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم "کا مطالعہ فرمائیں ۔

نوٹ : ہمارے دار الافتاء کے اصول کے مطابق 1 فتوی میں 3 سے زیادہ سوالات کے جوابات نہیں دیے جاتے ، لہذا مذکورہ تین سوالت کے علاوہ بقیہ سوالات کے جوابات کے لیے نئے سِرے سے سوالات جمع کروائیں اور دار الافتاء کے اصول و ضوابط کا لحاظ رکھیں ۔

فقط واللہ اعلم

ماخذ : دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتویٰ نمبر : 144311101341
تاریخ اجراء : 2022-06-18

قبر میں حیات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر امّت اسلامیہ کا اجماع (تفصیلی فتویٰ)

سوال

میں اپنے عقیدے کے حوالے سے بہت پریشان ہوں، کوئی کہتا ہے کہ: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ: زندہ نہیں ہیں، اب مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ کون سا عقیدہ اپنانا چاہیے؟

جواب

صورتِ مسئولہ میں جو شخص "حیات الانبیاء" (یعنی وفات کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات) کا منکر ہو، وہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کرنا بھی مکروہِ تحریمی ہے۔

نیز واضح رہے کہ ہمارے ہاں حیات النبی ﷺ اور انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق متعدد سوال موصول ہوتے رہے ہیں اور سوال کے مطابق ان کے جوابات بھی جاری کیے جاتے رہے ہیں، نیز کئی لوگوں کی طرف سے یہ درخواست کی گئی کہ اس مسئلہ کا مکمل تفصیلی فتویٰ جاری کیا جائے، آپ کا سوال بھی اسی نوعیت کا ہے؛ لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے سابق رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام چاٹگامی صاحب رحمہ اللہ کا اس مسئلہ پر خود نوشتہ تفصیلی فتویٰ جو انہوں نے (5/10/1421) کو اسی نوعیت کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے، وہ مکمل نقل کردیا جائے، لہذا ذیل میں اسے ملاحظہ فرمائیے:

حامداً و مصلیاً و مسلماً! اَمّا بعد:

حیات النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام و شہداءِ کرام کی حیات کا عقیدہ نصوصِ شرعیہ اور اجماع سے ثابت ہے، باتفاقِ علماءِ اہلِ سنت والجماعت خاص کر اکابرین علمائے دیوبند اس کو جماعتِ دیوبندیہ کے لیے معیار قرار دیتے ہیں، اور اس کے خلاف منکرینِ حیات النبی والانبیاء والشہداء کو بتدع اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں، ان منکرینِ حیات النبی ﷺ کی اقتدا اور امامت کو مکروہِ تحریمی فرماتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حیات النبی ﷺ بلکہ حیات انبیاء علیہم السلام اور شہداء تو نصوصِ قرآنی، احادیث اور آثار کثیرہ سے ثابت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی ارواح کا تعلق و ربط اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیاتِ دنیویہ کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی قوی تر ہے، فرق یہ ہے کہ دنیوی حیات کو ہم محسوس کرتے ہیں، اور بعد از وفات حیات کو ہم

محسوس نہیں کرپاتے، لیکن نصوص وروایات سے جب معلوم ہوگیا ہے کہ وہ زندہ اور حیات ہیں، اگرچہ ہم محسوس نہیں کرتے، لہٰذا اس پر ایمان و عقیدہ ضروری اور واجب ہے۔

اسی حیات النبی اور حیاتِ انبیاء کے حوالے سے "حیاۃ النبی" کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ ان کی حیات شہداء اور دوسرے مؤمنین کی حیات کے مقابلہ میں جداگانہ حیثیت رکھتی ہے، چنانچہ بعض احکامِ شرعیہ میں وہ شہداء اور دوسرے مؤمنین سے بھی ممتاز ہیں۔

1 : مثلاً : انبیاء کی وفات کے بعد ان کی جائیداد میں وراثت جاری نہیں ہوتی، ان کے اموال وارثوں میں تقسیم نہیں کیے جاتے۔

2 : انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے کسی ایمان دار کا نکاح درست نہیں، جب کہ شہداء اور بعض دوسرے مؤمنین بھی حیات ہوتے ہیں، مگر شہداء اور دوسرے ایمان داروں کی ازواج سے عدت کے بعد دوسرے مسلمانوں کا نکاح درست ہے، ان کے مال میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔

3 : انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہ کھاسکتی ہے، نہ فنا کرسکتی ہے، وہ اجسامِ دنیویہ کے ساتھ قبر میں محفوظ اور زندہ ہوتے ہیں، یہی تمام علمائے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ، اور جماعت علمائے دیوبند کا بھی عقیدہ ہے۔

علمائے دیوبند سے منسوب جن لوگوں کے دلوں میں زیغ اور کجی یا کسی قسم کی کم زوری ہے تو وہ طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر خود بھی گم راہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گم راہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب کہ علمائے اہلِ سنت والجماعت خاص کر علمائے دیوبند کا مسلک اس بارے میں بالکل بے غبار اور منقح ہے، جگہ جگہ اپنی تحریروں میں، تالیفات وتصنیفات میں واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ :

"روضۂ اقدس ﷺ پر جا کر درود وسلام پڑھنے والے کے درود وسلام کو آپ ﷺ بلاواسطہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور دور سے درود وسلام پڑھنے والوں کے درود وسلام کو آپ تک روضۂ شریف میں فرشتے پہنچاتے ہیں۔"

(امدادالفتاویٰ، ص : ۱۱۰، ج : ۵)

اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی دیوبندی اس سے اختلاف رکھتا ہے اور حیات النبی ﷺ کا منکر ہوتا ہے تو یہ اس کی ذاتی رائے اور اس کی سینہ زوری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت والجماعت کے خواص وعوام کو اس گھمنڈ اور سینہ زوری سے بچائے، ہم سب کو راہ اعتدال نصیب فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔

اس کے مزید تفصیل اور دلائل کی وضاحت درج ذیل ہے :

دنیا کی حیات اور موت کی حقیقت :

تمام انسانوں کو دنیا میں آنے کے بعد اجل مسمّیٰ پوری کرکے پھر ایک مرتبہ دنیوی زندگی کو خیرباد کہہ کر آخرت کی طرف جانا پڑتا ہے، نقل اور عقل کے مشاہدے سے یہ بات ثابت اور مقرر ہے، انسان کی پیدائش سے لے کر اجل مسمّیٰ پوری کرنے تک کی زندگی کو "حیاتِ دنیوی" کہا جاتا ہے، اور یہ حیات اس لیے دی گئی ہے کہ انسان اس میں رہ کر اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ایمان و عمل کو درست کرکے آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر کرے، آخرت کی ابدی زندگی کی راحت و آرام کے لیے سعی کرے، اور آخرت کے ابدی عذاب و سزا سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرے؛ کیوں کہ بعض روایت میں ہے کہ : دنیا اور دنیا کی چیزوں کو انسان کے واسطے بنایا گیا مگر انسان کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی ہے :

"الدنیا مزرعة الآخرة ".

(المقاصد الحسنة للسخاوي، حرف الدال المهملة، [رقم الحديث:۴۹۵](ص:۲۵۵) ط: دارالكتب العلمية بيروت۔۲۰۰۳م-۱۴۲۴ھ۔)

ترجمہ : ''دنیا آخرت کے واسطے کھیتی کی جگہ ہے۔''

جو لوگ یہاں سے ایمان و عمل درست کرکے جائیں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کی راحت و آرام اور آخرت کی نعمتوں میں رہیں گے اور جو لوگ ایمان و اعمال کو خراب کریں گے، وہ ہمیشہ ہمیشہ تکلیف اور سزا بھگتیں گے۔

تو انسان جب دنیوی حیات پوری کرکے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو بیچ کی گھاٹی موت آتی ہے، موت کے بعد جب قبر کی زندگی شروع ہوتی ہے تو قبر میں سوالات ہوتے ہیں کہ : دنیوی زندگی اللہ و رسول کے احکام کے مطابق گزاری ہے یا اللہ و رسول کے احکام کے خلاف گزاری ہے ؟۔ اس پر ابتدائی سوالات اور پوچھ گچھ ہے :

پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا رب کون ہے ؟

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ : تمہارا دین اور مذہب کیا ہے ؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ : تمہاری دینی رہنمائی کے لیے جو رسول بھیجا گیا تھا وہ کون ہے ؟

انسان اگر ان سوالات کے جوابات میں کامیاب ہوتا ہے تو گویا ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی سے ہم کنار ہونے کی امید ہوتی ہے اور راحتوں کی زندگی شروع ہوتی ہے، انسان قبر میں راحتوں کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے اور جب انسان قبر کے سوالات وجوابات میں ناکام ہوتا ہے اور ان سوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، بلکہ سوال کے جواب میں صاف جواب دیتا ہے کہ : میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر قبر کی زندگی ہی سے تکلیف والے حالات پیش آنے لگتے ہیں، یہیں سے پریشانی کی زندگی شروع ہوتی ہے، ابتدائی عذاب و سزا کا معاملہ شروع ہوتا ہے، انسان ان کو بھی محسوس کرتا ہے۔ نصوص واحادیث میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ : انسان مرنے کے بعد ختم نہیں ہوجاتا، بلکہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف جاتا ہے ، دونوں زندگیوں کے درمیان موت پل کی طرح ہوتی ہے ، مرنے کے بعد قبر میں اس کی روح لوٹادی جاتی ہے ، اگرانسان ایمان دار ہے توابتدائی سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے اور قبر میں وہ راحت وآرام کی زندگی گزارتا ہے ، اورانسان کا حال اگر بُرا ہوتا ہے توسوالات کے جوابات نہیں دے پاتا، موت میں سختی اور پھر قبر میں سختی ہوتی ہے ۔

حدیثِ مبارک میں ہے :

"القبر حُفْرَةٌ من حفرالنار، أوروضة من رياض الجنّة".

(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور للسيوطي، باب فظاعة القبر وسهولته وسعته على المؤمن،(ص:١٥٣) ط: دارالكتب العلمية،بيروت)

دنیا کی زندگی ایمان و عمل کی زندگی ہوتی ہے ، قبر کی زندگی، قیامتِ کبریٰ (حساب وکتاب) تک کے زمانہ کی ہوتی ہے ، اس کو "عالمِ برزخ" کی زندگی کہا جاتا ہے ، یہ اخروی زندگی کا ابتدائی حصّہ ہے ، اس "عالمِ برزخ" میں انسان اوراس کی روح (جوکہ اَعلیٰ علّیین یا اَسفل السافلین میں ہوتی ہے) سے تعلق وربط ہوتا ہے ، آدمی نیک ہو توجنت کی خوش بو، ہوا اور نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے اور اگر بد ہوتا ہے توجہنم کی بدبو، گرم ہوا اور دوسری تکالیف سے متاثر اور رنجیدہ ہوتا ہے ۔ اور یہ سب کچھ روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے ۔

رہا یہ کہ دنیا کے انسانوں کواس کا احساس نہیں ہوتا ، اس کا پتا نہیں چلتا تو یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان "عالمِ دنیا" میں ہوتے ہوئے "عالمِ آخرت" کے امور کو محسوس کرے ، اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں فرمایا :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ". [البقرة:١٥٤]

ترجمہ : ''جولوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں، ان کو تم مردار مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ زندگی کا شعور تمہیں نہیں ہے ۔''

تم کوان کی حیات کا احساس نہیں ہوتا اور عدمِ احساس یہ عدمِ حیات کی دلیل نہیں ہے ، جب کہ رب العالمین نے اعلان فرمادیا ہے کہ وہ زندہ ہیں، تمہیں اس کا شعور نہیں ہے؛ لہٰذا ہر ایمان دار کو اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے ، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر اور گم راہی ہے ۔ جب تقریرِ مذکور سے واضح ہوا کہ دنیوی حیات ، عارضی حیات اور فانی ہے ، اس کے بعد ہر انسان کو موت آنی ہے ، سفرِ آخرت میں جانا ہے ۔

" كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ". [العنكبوت:٥٧]

ترجمہ : ''ہر جان دار، موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے ۔''

موت، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان پل کی طرح ہے، اس سے انسان ختم نہیں ہوتا، فنا نہیں ہوتا، بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، اس سے موت کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی اور "عالمِ برزخ" کا مفہوم بھی معلوم ہوگیا، دوسرے عالم (عالمِ آخرت) کے دو حصّے ہیں: پہلا حصّہ جوکہ عالم برزخ اور قبر کی زندگی ہے، انسانی روح وہاں لوٹادی جاتی ہے تاکہ سوالات وجوابات ہوں، پھر اَعلیٰ علّیین یا اَسفل السافلین میں اسے رکھ دیا جاتا ہے، مگر جسم کے ساتھ روح کا تعلق وربط بدستور رہتا ہے، ارواح کے ساتھ اچھا اور برا جوکچھ ہوتا ہے، اجسام بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، اگرچہ دنیا کے انسان کواس کی خبر اور شعور نہیں ہوتا۔

احادیث میں قبر کے اندر انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا اور بہت سے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا تلاوت کرنا اور بہت سے انسانوں پر سانپ کا مسلط کردیا جانا، عذاب اور سزا کا معاملہ چلنا ثابت ہے۔ اور یہ برزخی حیات کی زندگی تمام انسانوں کے لیے مقرر اور متعین ہے۔

یہاں پر ایک دوسری چیز کا جاننا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ: "عالمِ دنیا" میں جیسا کہ سارے انسان ایک ہی درجہ کے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے درجات اور مراتب متفاوت ہوتے ہیں، ان میں نیک ہوتے ہیں اور نیکیوں میں بھی سب برابر نہیں ہوتے، بلکہ الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح "عالمِ برزخ" اور "عالمِ آخرت" کی زندگی جوکہ دائمی اور ہمیشہ کی زندگی ہے، اس میں بھی انسان الگ الگ درجات اور مراتب کے ہوتے ہیں۔

کچھ انسان تو اعلیٰ ترین ذات وصفات کے مالک ہوتے ہیں، جیسے: انبیاء علیہم السلام، پھر صدیقین وشہداء کے درجات ہوتے ہیں، پھر صالحین اور عام مؤمنین کے درجے ہوتے ہیں، توجو انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذات وصفات کے لحاظ سے اعلیٰ ترین انسان ہوتے ہیں، ان کو بھی موت آتی ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے:

"إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ" [الزمر:٣٠]

ترجمہ: ''آپ نے بھی مرنا ہے اور دوسروں نے بھی۔''

لیکن انبیاء علیہم السلام کی موت دوسرے انسانوں کی موت کی طرح نہیں، انبیاء علیہم السلام بھی عالمِ برزخ اور قبر میں رہتے ہیں، لیکن دوسرے اور تیسرے اور چوتھے درجے کے انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ ان کا بھی حشر ہوگا، لیکن دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، ان کا بھی حساب وکتاب ہوگا، مگر دوسرے انسانوں کی طرح نہیں، اس فرقِ مراتب کو سمجھنا بہت ضروری ہے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے:

"گر فراق مراتب نہ کنی زندیقی"

حدیثِ مبارک میں ہے:

"أنزلواالناس منازلهم".

(سنن أبي داؤد،كتاب الأدب،باب في تنزيل الناس منازلهم،(2/665)ط:میرمحمدکتب خانه کراچی)

ترجمہ : ''ہر انسان کو اپنے اپنے مقام پر رکھو۔''

لہذا انبیاء علیہم السلام کو انبیاءِ کرام کی جگہ پر، صدیقین و شہداء کو ان کے مقام پر، عام صالحین اور مؤمنین کو ان کی جگہ پر رکھیں، جب یہ بات معلوم ہوگئی تو تیسری بات یہ بھی جان لو کہ :

انبیاء علیہم السلام جو کہ اعلیٰ ترین انسان ہیں، ان کے اوپر انسانوں کا اور کوئی درجہ نہیں ہے ، تو ان کی حیاتِ برزخی اور عالمِ آخرت کی حیات بھی اعلیٰ ترین حیات ہوگی، عام انسانوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اَرفعیت اور بلندی کا اندازہ نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو اَرفع واَعلیٰ انسان بنایا ہے ، وہی ان کے مراتب کو جانتا ہے ، یہی حال ان کی حیاتِ برزخیہ کا ہے ، وہ بیک وقت عالمِ بالا میں مشاہدۂ حق جل تعالیٰ سے بھی متمتع ہوتے ہیں اور عالمِ سفلی میں زمینی مخلوق سے بھی ان کا ارتباط ہوتا ہے ، پھر ان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سید الانبیاء وخاتم النبیین ﷺ کی بلندی درجات اور شانِ رفعت کا کیا ٹھکانہ ہوسکتا ہے ، وہ اللہ ہی جانتا ہے ، عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ عام انسان اس ذات ستودۂ صفات کے نہ کمالات کو احاطہ کرسکتا ہے ، نہ اس کے مقامات عالیہ کا ادراک کرسکتا ہے ، نہ کسی کو اس کی پوری محامد اور تعریف کی قدرت ہے تو ایسی ذات باصفات کی حیاتِ برزخیہ کا پورا اندازہ کون کرسکتا ہے ، اسی واسطے حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے :

" مناجاتے اگر بامید بیان کرد بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد : : محمد از تو می خواہم خدارا خدایا از تو حب مصطفی را"

مگر نفسِ انسانی کی حیات بعد الممات اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ بعد از وفات کے عقیدہ کا ثبوت نصوص وروایات سے ملنے کے ساتھ ساتھ درایت سے بھی ثابت ہے ؛کیوں کہ ہر ذی عقل وذی فہم بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے بھی آپ کی زندگی میں کلمہ پڑھا یا بعد میں پڑھا اور قیامت تک کلمہ پڑھے گا، ان سے میں ہر شخص آپ کی زندگی میں آپ کو جس طرح رسول سمجھتا ہے ، اسی طرح آپ کی وفات کی بعد بھی آپ ﷺ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور رسول جسم وروح دونوں چیزوں کا نام ہے ، جیسے دنیا میں وہ جسم مع الروح رسول تھے ، وفات کے بعد بھی عالمِ برزخ میں "جسم مع الروح" رسول ہیں، رسول یا رسول کا کوئی حصہ فنا نہیں ہوسکتا اور یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے ، سب رسول اپنے اجسامِ عنصریہ اور ارواح کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں۔ سب پر ایمان لانا تمام مسلمانوں پر لازم اور ضروری ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے رسولوں میں فرق یہ ہے کہ دوسرے انبیاء اور رسُل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شرائع ہمارے رسول ﷺ کے بعد منسوخ ہوگئی ہیں، لیکن رسول اور انبیاء حضرات اپنے منصبِ رسالت و نبوت پر پھر بھی فائز ہیں، اس لیے قیامت تک آنے والے انسانوں پر تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے ، وہ اپنی دنیوی

زندگی میں رسول اور نبی تھے، دنیا سے جانے کے بعد بھی عالمِ برزخ میں رسول و نبی ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جس سے حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

حیات النبی ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول کی روشنی میں :

واضح رہے کہ وفات کے بعد، عالم برزخ میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت "ادلۂ اربعہ" سے ملتا ہے، یہاں بطورِ نمونہ چند نصوصِ قرآنی اوراحادیثِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیش خدمت ہیں :

1 : اللہ تعالیٰ کا قول :

"وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ" ۔[الزخرف:45]

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ : اس آیت سے حیاتِ انبیاء علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" يستدلّ بهٰذه الاٰية على حياة الأنبياء..." الخ

(مشکالات القرآن، ص: ۲۳۴، الدر المنثور، ج: ۶، ص: ۱۶، روح المعانی، ج: ۲۵، ص: ۸، مجموعة رسائل الكشميري،مشكلات القرآن للإمام الشيخ أنورشاه الكشميري، [الزخرف:۴۵](۴/۳۷۷)ط:إدارۃ القرآن والعلوم الإسلاميۃکراچی-۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶م)

2 :

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ . . الآیۃ۔[آلم السجدة:23]

اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ : "معراج کی رات میں ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار، آپ ﷺ اس وقت حیات تھے، آپ کی ملاقات جسدِ عنصریہ سے ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے تھے، آپ سے ملاقات جو ہوئی وہ بھی جسدِ عنصری کے ساتھ ہوئی، اس لیے " مِنْ لِّقَآئِه" فرمایا "من لقاء روحه" نہیں فرمایا تو ملاقات "صراحت النص" سے ثابت ہے اور حیاۃ الانبیاء "اقتضاء النص" سے ثابت ہے۔ اصول میں دونوں کو حجت مانا گیا ہے۔"

3 : شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ" ۔ [البقرة]

4 : دوسری جگہ فرماتے ہیں :

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ" ۔[آل عمران]

یہ دونوں آیات حیاتِ شہداء کے بارے میں نازل ہوئیں۔ شہداء کے بارے میں جو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مردار ہوگئے ،قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ ان کی تردید فرمائی کہ :

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوگئے ہیں، تم لوگ انہیں نہ مردہ سمجھو، نہ مردہ کہو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں"۔

5 : حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ان آیات کے بارے میں لکھتے ہیں :

"وإذاثبت أنّهم أحياء من حيث النقل، فإنّه يقوّيه من حيث النظر كون الشهداء بنصّ القرآن، والأنبياء أفضل من الشهداء".

(فتح الباري للحافظ ابن حجر العسقلاني، كتاب الأنبياء،باب قول االله تعالىٰ: { وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ...}(6/488)ط:رئاسة إدارات البحوث العلمية...بالسعودية)

یعنی جب شہداء کے بارے میں ازروئے نص اور نقل حیات ثابت ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو شہداء سے افضل ہیں، ان کے درجات اعلیٰ وارفع ہیں تو صراحۃ النص سے حیاتِ شہداء ثابت ہوئی اور دلالۃ النص سے حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے کہ وہ بھی زندہ ہیں؛ کیوں کہ شہیدوں کی شہادت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی وجہ سے ہے اور ان کا درجہ انبیاء علیہم السلام سے دو درجہ بعد کا ہے، ان کی حیات جب صراحتِ قرآن سے ثابت ہے تو انبیاء کی حیات دلالت اور اقتضاء النص سے ثابت ہے۔

5 : حق تعالیٰ قرآن مجید کے اندر فرماتے ہیں :

{ اِنَّ االلّٰهَ وَمَلَآئكَتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْه وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً } [الاحزاب:56]

ترجمہ : ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر (ان کی دنیوی زندگی میں اور برزخ کی زندگی میں ہر حال میں ان پر) درود بھیجا کرو، سلام بھیجا کرو۔''

اللہ تعالیٰ بذاتِ خود حیّ وقیوم ہے اور اپنے حبیب محمد ﷺ پر درود بھیج رہا ہے، اپنے نبی کی طرف رحمتوں کے ساتھ متوجہ ہے، کیا حبیب اور نبی کے لیے یہ شان مناسب ہے کہ وہ بے جان مردہ پڑا رہے اور اپنے آقا سے لاتعلق اور بے حس پڑا رہے، ہر گز نہیں ہوسکتا، بلکہ آپ کی اخروی اور برزخی حیات تو عالَمِ علوی کے لحاظ سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ترین حیات ہے، آپ کا مشاہدۂ باری اور آپ کا ربط وتعلق حق تعالیٰ سے "عالمِ برزخ" میں تو "عالَمِ دنیا" سے کہیں زیادہ ہے۔

نیز خالق کائنات تو ازروئے اکرام اپنے نبی پر درود بھیجے، فرشتوں کے ذریعہ اکرام کرتے ہوئے درود وسلام بھیجے ،اور وہ تمام انسانوں کو اکرام کا حکم دیں کہ اپنے نبی وحبیب ﷺ کا اکرام درود وسلام کے ساتھ کریں، ہمیشہ کریں، "عالَمِ دنیا" میں کریں اور "عالَمِ برزخ" میں جانے کے بعد کریں، درود وسلام بھیجا کریں، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس کا اکرام کیا

جارہا ہے اس کو پتا نہ ہو، وہ اس سے بے خبر ہو، اسی واسطے تو آپ ﷺ نے اپنی دنیوی حیات میں ہوتے ہوئے ان سب سوالوں کے جوابات دے دیے تھے اور فرمادیا تھا کہ قریب سے درود پڑھنے والوں کے "درودوسلام" کو آپ بلاواسطہ سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے "درودوسلام" بھیجنے والوں کے "درودوسلام" کو بذریعۂ فرشتے آپ کو پہنچایا جاتا ہے، تو آیتِ صلوٰۃ وسلام سے بھی حیات النبی ﷺ کا ثبوت "دلالۃ النص" اور "اقتضاء النص" سے ملتا ہے۔

حیاۃ النبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

1: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون".

(شفاء السقام في زيارة خيرالأنام للسبكي، الباب التاسع في حياة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ،الفصل الثالث في سائرالموتٰى...، (ص:١٨٠) ط:مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدرآباد دكن)

ترجمہ: "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز پڑھتے ہیں"۔

(وكذا فى فتح الباري لابن حجرالعسقلاني، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: { وَاذْكُرْفِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ...}(6/487) ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء ... بالسعودية)

(وكذا فتح الملهم للشيخ العثماني، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول االله، وفرض الصلاة...، (١/٣٢٩) ط:مدينة پريس بجنور)

مجمع الزوائد میں ہے:

"رجاله الثقات." (ص: ١٨٨، ج: ٨)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وصحّ خبر الأنبياء أحياء في قبورهم". (مرقاۃ، ص: ٢١٢، ج: ٢)

فیض القدیر میں ہے:

"و هذاحديث صحيح." (ص: ١٨٤، ج: ٣)

مدارج النبوۃ میں ہے:

"ورجال حديث أنس في مسند أبي يعلٰى ثقاتٌ". (ص: ٤٤٧، ج: ٢)

علامہ شوکانی نے لکھا ہے :

"وقد ثبت في الحديث: أنّ الأنبياء أحياء في قبورهم. رواه المنذري وصَحَّحَه البيهقي". (ص :۲۱۴، ج :۳)

2 : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"قَالَ عَلَيْه الصلاةُ وَالسَّلَامُ: مَامِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ االلّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أُرُدَّ عَلَيْه السَّلَامَ".

(سنن أبي داوٗد، كتاب المناسك ،باب زيارة القبور،(۱/۲۷۹) ط:مير محمد كتب خانہ كراچی)

(المسند للإمام أحمدبن حنبل،مسند أبي هريرة رضي االلّٰه عنہ،[رقم الحديث:۱۰۷۵۹] (۹/۵۷۵) ط:دارالحديث القاهرة، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ : ''کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھتا ہو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔''

یعنی ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والا جو قبر شریف پر آکر "صلوٰۃ وسلام" پڑھتا ہے، اس کا جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کی روح کا "ملأ اعلیٰ" سے جسدِ اطہر کے ساتھ اس طرح اتصال کردیتے ہیں کہ سب کے "صلوٰۃ وسلام" کا جواب دیا جاسکے، ظاہر ہے دن ورات لاکھوں فرشتے ،انسان اور جن آپ کی قبر شریف پر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سب کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ اتصال الروح مع الجسد کے بدون ممکن نہیں۔

حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ : یہ روایت صحیح ہے :

"ورُوَاتُه ثِقَاتٌ". (فتح الباری :۶/ ۲۷۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وصحّحه النووي في الأذكار". (تفسیر ابن کثیر :۳/۵۱۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے :

"هو حديث جيّدٌ". (فتاوی ابن تیمیہ :۴/۳۰۶)

محدث العصر علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رُوَاتُه ثِقَاتٌ". (عقیدۃ الاسلام، ص : ۵۲)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"ورُوَاته ثِقَاتٌ". (فتح الملہم : ۱/ ۳۳)

تو حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبر شریف میں جسدِ اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے والے کے "صلاۃ وسلام" کا جواب دیتے ہیں، البتہ جو دور سے "صلاۃ وسلام" بھیجتے ہیں، فرشتے کے ذریعے ان کے "صلاۃ وسلام" کو آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ جواب دیتے ہیں۔ جیسا کہ آگے احادیث میں تفصیل آرہی ہے۔

3 : حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

"إنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَة، فَيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعِقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيه، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَة عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُول اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْك وَقَدْ اَرِمْتَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: بَلَيْتَ، فَقَالَ: إنَّ االلّٰهَ لحَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ".

(سنن أبي داوٗد،كتاب الصلاة،باب تفريع أبواب الجمعة،(١/١٥٠) ط:مير محمد كراچی۔ سنن النسائي،كتاب الجمعة، إكثار الصلاةعلى النبيّ، (١/٢٠٣- ٢٠٤) ط:قديمی كراچی)

ترجمہ : ''بے شک تمہارے افضل ترین ایام میں سے "یومِ جمعہ" ہے، اس میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز ان کی وفات ہوئی، اسی روز "نفخہ اولیٰ" ہوگا اور اسی روز میں "نفخہ ثانیہ" ہوگا، اس جمعہ کے روز تم لوگ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ : صحابۂ کرام نے سوال کیا : یا رسول اللہ ! بعدِ وفات دیگر اموات کی طرح آپ بھی تو ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ پس آپ نے فرمایا : اللہ نے زمین پر حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو حرام کردیا ہے، زمین ان کو کھا نہیں سکتی، فنا نہیں کر سکتی۔''

دیکھیے حدیث میں صرف "حیات النبی الامّی" کا ذکر نہیں، بلکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندہ ہونے کا ذکر فرمادیا، اور ساتھ ساتھ اس سوال کا جواب بھی دے دیا کہ عالمِ دنیا کے مشاہدے میں جو چیز آتی ہے کہ میت قبر میں مرورِ زمانے کی وجہ سے ریزہ ریزہ اور بوسیدہ ہوجاتی ہے، کسی سوال وجواب کے قابل نہیں رہتی، تو صلاۃ وسلام کا جواب آپ کیسے دیں گے؟ تو نبی پاک ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اصول اور ضابطہ بتادیا کہ مٹی انبیاء علیہم السلام کے اجسامِ مبارک کو کھا نہیں سکتی، لہٰذا جب تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہی حال ہے کہ سب کے سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اور آپ ﷺ تو سید الانبیاء ہیں تو آپ کی حیات تو بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگی تو درود وسلام کے جواب دینے میں کچھ اشکال باقی نہ رہا، یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا :

"صحّحه ابن خزيمة وغيره". (فتح الباری : ۲۷۹، پارہ : ۲۰/٦)

حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا :

" صَحَّ عنها أنّ الأرض لاتأكل أجساد الأنبياء". (عمدۃ القاری : ٦/٦٩)

شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"حديث صحيح". (مدارج النبوۃ : ۲/۹۲)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا :

" فهو على شرط الصحيحين". (مستدرک حاکم : ۵٦۰)

محدث العصر علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا :

"فإنّه صحّ عنها أنّه قال: إنّ الله لحرّم على الأرض أجساد الأنبياء". (خزائن الاسرار : ۱۹)

جب صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا ہے کہ اجسامِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر حرام کردیے گئے ہیں، انہیں مٹی نہیں کھا سکتی، اس کے باوجود منکرینِ حیاتُ النبی ﷺ کا یہ کہنا ہے کہ قبر شریف میں- نعوذ بالله - آپ ﷺ دیگر مردوں کی طرح مردہ ہیں، درود وسلام کو نہ سنتے ہیں ، نہ جواب دیتے ہیں، بڑی جرأت کی بات ہے، ہمارے نزدیک یہ باتیں ایمان اور ایمانی تقاضے کے خلاف ہیں۔

4 : حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے :

" فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ".

(سنن ابن ماجة، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنها (ص:۱۱۸)ط:قديمى كراچى)

ترجمہ : ''پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔''

علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"رجاله ثِقَاتٌ". (فیض القدیر : ۲/۸۷)

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وروىٰ ابْنُ مَاجَه بِرِجَالٍ ثِقَاتٍ". (زرقانی شرح مواہب : ۲۳٦/۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں .

"قلت: رجاله ثِقَاتٌ". (تهذيب التهذيب: ۳/۳۹۸)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ روایت فرماتے ہیں کہ: اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے، دونوں لفظ قابلِ غور ہیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعدِ وفات عام مُردوں کی طرح نہیں ہیں، بلکہ جس طرح شہداء کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے ہیں، ان کو تم لوگ مردہ نہ کہو، نہ مردہ سمجھو؛ کیوں کہ یہ لوگ زندہ ہیں، ان کو جنت میں رزق دیا جاتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہوتے ہیں، ان سب کو رزق ملتا ہے، یہ بات آپ نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ یہ سماعی چیزیں ہوتی ہیں، سب نے نبی علیہ السلام سے سن کر فرمایا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، معنی و مفہوم بالکل واضح ہے، جس میں کسی قسم کی تاویل کی نہ ضرورت ہے، نہ اس کی گنجائش ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث یوم جمعہ کو کثرت درود کی فضیلت کے بارے میں ہے، جس میں جمعہ کی فضیلت، نبی علیہ السلام کے مقامِ محبوبیت اور بعدِ وفات آپ کی حیات کا ذکر موجود ہے، اور یہ کہ دنیوی حیات اور برزخی حیات برابر نہیں، بلکہ برزخی حیات دنیا کی حیات سے قوی تر ہے۔

5: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"إنّ لله ملائكة في الأرض سيّاحين يبلغونني من أمّتي السلام".

(سنن النسائي،كتاب السهو،باب التسليم على النبيّ،(۱/۱۸۹)ط:قديمى كراچى۔المسند للإمام أحمد بن حنبل،مع التعليق لأحمد محمدشاكر،مسند عبدالله بن مسعود، [رقم الحديث:۳۶۶۶](۳/۵۳۶) ط: دارالحديث القاهرة،۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م)

ترجمہ: ''نبی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں، جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔''

علامہ محدث ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رواه البزّار ورجاله رجال الصحيح". (مجمع الزوائد: ۲/۲۴)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رواه أحمد والنسائي والدارمي وأبونعيم والبيهقي والخلعي وابن حبّان والحاكم في صحيحيهما، وقالا:صحيح الإسناد". (القول البديع: ۱۱۵)

فتاویٰ میں حضرت عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''و بتواتر رسیدہ این معنی۔'' (ص: ۶۹، ج: ۲)

ترجمہ : ''معنی کے لحاظ سے یہ حدیث، حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قدماءِ صحابہ میں سے ہیں، فقیہ ومحدث ہیں اور ان صحابہ میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دینے کے مجاز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فتویٰ اور مسائل پوچھنے کو فرمایا تھا، آپ معتمد ترین صحابہ میں سے ہیں، آپ کی روایت میں ہے کہ روئے زمین میں کچھ فرشتے گشت لگاتے ہیں، جوکہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے درودوسلام کو آپ تک پہنچاتے ہیں۔

حدیث میں صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک درودوسلام پہنچاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ روح کو پہنچاتے ہیں، جس سے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ مع جسدِ عنصری قبر شریف میں حیات اور زندہ ہیں، بالفرض آپ (نعوذ باالله) مردہ اور آپ کا جسم مبارک ریزہ ریزہ ہوجاتا تو درودوسلام کیسے پہنچایا جاتا؟ اس قسم کی بات کرنے والوں کو ذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے، جب کہ نقل اور حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ تک سلام پہنچایا جاتا ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں۔

دیکھیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ درود کی روایت کو بیان فرماتے ہیں :

6 : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوسری حدیث میں فرماتے ہیں :

"قَالَ عَلَيه الصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ: مَنْ صلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُه، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ أُعْلِمْتُه".

(جلاء الأفهام في الصلاة والسلام على خيرالأنام للحافظ ابن قيّم الجوزيّة، باب ماجاء في الصلاة على رسول الله،(ص:١٩) ط: دارالطباعة المحمدية بالأزهر بالقاهرة)

ترجمہ : ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے بھی میری قبر پر درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درودوسلام پڑھا تو بواسطہ فرشتہ مجھے بتلادیا جاتا ہے۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

"بسند جيّد". (فتح الباری : ٦/ ٣٥٢)

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وسنده جيّد". (القول البدیع، ص : ١١٦)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"بسند جيّد". (مرقات : ٢/ ١٠)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرما- تے ہیں ·

"وسنده جيّد". (فتح الملہم : ۱/ ۲۳۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مکثرین فی الحدیث میں سے ہیں، سب سے زیادہ حدیث آپ ﷺ کی، آپ ہی کے ذریعہ مروی ہیں، شب وروز، سفر وحضر میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہنے والے اور آپ کے انفاسِ قدسیہ، کلماتِ طیبہ کو یاد کرنے والے اور لکھنے والے تھے، روایت مذکور بھی انہیں کی مرویات میں سے ہے اور روایت صحیح ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قریب سے درودوسلام پڑھنے والے کے درود و سلام کو آپ بنفسِ نفیس سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دور سے درودوسلام پڑھنے والوں کے درودوسلام کو آپ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ قبر شریف میں آپ زندہ ہیں؛ کیوں کہ زندگی کے بغیر سننا اور جواب دینا محال ہے، تو ثابت ہوا کہ آپ قبر شریف کے اندر زندہ ہیں، روح مبارک کا تعلق جسدِ اطہر سے بدستور قائم ہے۔

اس سے قبل مذکورہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ اجسادِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مٹی پر حرام ہیں، تو آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اجسادِ عنصریہ کے ساتھ زندہ ہیں، درودوسلام کا جواب دیتے ہیں، ان کو مردہ سمجھنا نصوص و روایات کے خلاف عقیدہ ہے۔

7: واقعۂ معراج کو نقل کرنے والے بہت سے صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی وہاں پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ ملاقات آپ کی جسمانی تھی، یہ حضرات سب عالمِ برزخ میں تھے، نبی کریم ﷺ عالمِ دنیا میں۔

8: نیز ایک حدیث میں ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ شریف سے آپ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جس بنا پر علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ: انبیاء علیہم السلام قبر شریف میں زندہ ہیں۔''

" و هذا على إثبات حياة الأنبياء في القبور على شاكلة حديث ... و قدجآء عند مسلم أيضاً في صلاة موسى : مررت بموسى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر، و هو قائم يصلّي في قبره."

(عقيدة الإسلام للعلامة الكشميري، إنّ الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون، (ص:۳۵) ط: حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

9: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تیسری حدیث روایت کرتے ہیں:

"قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه يَقُوْلُ : لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبَرِيْ عِيْداً، وَصَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُبَلِّغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ".

(مشكاة المصابيح،كتاب الصلاة،باب الصلاة على النبيّاوفضلها،الفصل الثاني،(ص:٨٦)
ط:قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ : ''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ : "تم لوگ اپنے گھروں کو قبر کی طرح خاموش گھر نہ بناؤ، بلکہ اس میں نماز، تلاوت وغیرہ کیا کرو، اور یہ کہ میری قبر کو میلہ مت بناؤ ، اور یہ کہ تم لوگ مغرب یا مشرق میں جہاں بھی ہو، مجھ پر درود بھیجا کرو؛ کیوں کہ ہر شخص کا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ ''

10 : حدیث شریف میں ہے کہ : حضرت عیسٰی علیہ السلام جب دنیا میں نزول فرمائیں گے ، حج وعمرہ کے بعد روضۂ اطہر ﷺ کے پاس زیارت کے لیے جائیں گے اور آپ "درودوسلام" پڑھیں گے اور نبی علیہ السلام "درودوسلام" کا جواب بھی دیں گے۔

وإنّي أولى الناس بعيسٰى بن مريم... وإنّه نازل... ثمّ تقع الأمنة على الأرض... وأخرج الحاكم وصحّحه عن أبي هريرة قال: قال رسول اﷲ: ليهبطنّ ابن مريم حكمًا، عدلًا، وإمامًا مقسطاً، وليسلكنّ فجًّا حاجًّا أومعتمرًا وليأتينّ قبري، حتّٰى يسلّم عليّ ولأردنّ عليه...الخ

(عقيدة الإسلام للعلامة الشيخ الكشميري، إنّ الأنبياء أحياء في قبورهم يصلّون...، (ص:٣٦) ط: حاشرپبلشنگ کمپنی کراچی)

نزول عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں احادیث کو نقل کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام ضرور آسمان سے اتریں گے ، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے ، وہ اس وقت سب کے پیشوا ہوں گے اور دوردراز سفر کرکے جب حج وعمرہ سے فارغ ہوں گے تو روضۂ اطہر ﷺ کے پاس حاضری دیں گے اور آپ ﷺ ان کے صلوٰۃ وسلام کا جواب دیں گے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تب ہی تو حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے درودوسلام کا جواب دیں گے۔

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ :

11 : حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : آپ ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہیں، آپ کی وفات میرے حجرہ میں ہوئی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ : میرا جنازہ حضور ﷺ کی قبر کے سامنے حجرہ کے پاس رکھ دینا، اگر حجرہ شریف کا دروازہ کھل جائے اور روضۂ شریف کے اندر سے آواز آئے کہ ابوبکر کو اندر لے آؤ، تب تو حجرہ شریف میں دفن کردینا، ورنہ عام مؤمنین کے قبرستان میں دفن کردینا۔چناں چہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وصیت کے مطابق عمل کیا گیا، جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حجرہ شریف کے سامنے رکھ دیا گیا تو قبر شریف کے اندر سے آواز آئی : "أدخلوا الحبيب إلى الحبيب!" (محبوب کو اپنے محبوب کے پاس لاکر دفنادو) ۔

(تفسیر ابن کثیر : ۵/ ۲۸۵ ۔ شواھد النبوة للشیخ عبدالرحمن الجامی، رکن سادس دربیان شواہد ودلائل . . .، ذکر امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، (ص : ۱۵۰) ط : نول کشور لکھنو)

جس سے واضح ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، اگر وہ حجرہ شریف کے اندر سے آواز دیں تو ان کو اس میں دفنا دیا جائے، ورنہ نہیں، اگر وہ یہ سمجھتے کہ - نعوذ باالله - آپ مردہ لاش ہو گئے، ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں تو کیوں کر اس طرح وصیت فرماتے ؟

نیز صحابہ کرام نے اس وصیت پر عمل فرمایا، معلوم ہوا کہ اس وقت موجود تمام صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا، ورنہ یہ کہہ دیا جاتا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت خلافِ شرع ہے، نعوذباللہ آپ ﷺ مردہ لاش ہو گئے ہیں، لہذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دوسری تدبیر کی جاتی، لیکن صحابہ کرام میں سے کسی نے اس وصیت پر اعتراض نہیں کیا۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ :

آپ جب بھی مدینہ کے باہر سفر سے واپس ہوتے، روضۂ اطہر کے پاس حاضر ہوکر درودوسلام پڑھتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا، کسی شخص نے کنکری ماری، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پیچھے کھڑے ہیں، آپ نے مجھے فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ، میں جا کر ان کو آپ کے پاس لے آیا، آپ نے ان س

ماخذ : دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر : 144207201082
تاریخ اجراء : 2021-03-03

عقیدہ حیات النبی

سوال

پاکستان اور دیگر ممالک میں عقیدہ حیات النبی کو لے کے بہت زیادہ فساد اور جھگڑا بنا ہوا ہے۔ عوام الناس اعمال کو چھوڑ کر اس بات پر پورا وقت صرف کر رہی ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلے کا مکمل حل عالمی طور پے شائع کر کے عوام کو اس مسئلے سے نکالا جائے تاکہ لوگ اعمال پر توجہ دے سکیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم Fatwa ID: 325-256/Sd= 4/1438 اس مسئلہ کے بارے میں بس اجمالی طور پر اتنا عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں باحیات ہیں، باقی حیات کی نوعیت کیا ہے؟ اس بارے میں ہم سے آخرت میں کوئی پوچھ نہیں ہوگی اور دنیا میں بھی ہم اس بات کی تحقیق کے مکلف ہی نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
فتوی نمبر: 148322
تاریخ اجراء: Jan 29, 2017

عقیدہ حیات النبی ﷺ

سوال
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ ہمارے علاقے میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں تنازعہ شدت اختیار کرچکا ہے
لوگ تین مختلف نظریات رکھتے ہیں اور تینوں اس بات پر مصر ہیں کہ ان کا نظریہ ہی علماء دیوبند کا عقیدہ ہے
ایک گروہ کا کہنا ہے رسول امین ﷺ عام انسانوں کی طرح اپنی قبر میں حیات برزخی رکھتے ہیں روح عالم برزخ میں ہے ۔ ہم جو سلام کرتے ہیں وہ روح کو پہنچا دیا جاتا ہے ۔
دوسرے گروہ کا کہنا ہے ہمارے نبی ﷺ اپنی قبر میں اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمارے سلام کو وہ خود سنتے ہیں۔
تیسرا گروہ مطلقا حیات کا منکر ہے
اب سوال یہ ہے کہ اکابر علمائے دیوبند کا عقیدہ اس بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا ہے ؟
کیا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟
چونکہ یہ درسگاہ اکابر علمائے دیوبند کی قائم کردہ ہے اور انکے نظریات پر کاربند ہے اس لئے ہمارے علاقہ کے لوگ اختلافات میں کشیدگی آجانے کے بعد آپس میں یا مقامی علماء پر اعتماد کے بجائے دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی جانب سے جواب کے منتظر ہیں

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم Fatwa ID: 10-10/Sd=1/1436-U
عقیدۂ حیات النبی کے سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا ایک مفصل ومدلل فتوی منسلک ہے، ملاحظہ فرمالیں۔

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ
سوال: {۸} براہِ کرم "حیات النبی" کی حقیقت اور اس کی تفصیلات کے سلسلے میں احادیث کے حوالے بتائیں؛ کیوں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے نبیصلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، میں حوالے اور تفصیلات چاہتا ہوں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق : حامداً ومصلیاً ومسلماً :

مذکورہ بالا مسئلے میں محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام قبر میں زندہ ہیں اور اس پر بہت سے دلائل قائم ہیں۔ أخرج الإمام أبوداوٗد في أبواب الجمعۃ : عن أوس بن أوس قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم إن من أفضل أیامکم یوم الجمعۃ، فیہ خلق آدم، إنّ اللّٰہ عزّ وجلّ حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء (وفي شرحہ بذل المجھود : ۱۶۰/۲ أبواب تفریع الجمعۃ) من أن تأکلھا؛ فإن الأنبیاء في قبورھم أحیاء۔ ابوداوٗد شریف میں حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک طویل حدیث کے ضمن میں) فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے، انبیاء کرام کے اجسام کو زمین پر حرام کردیا، اور ابوداوٗد کی شرح "بذل المجھود"، میں حدیث مذکور کی تشریح میں لکھا ہے کہ اللہ نے زمین پر، انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کردیا؛ اس لیے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور "شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ : ۱۸۶/۱، ط: دار المعرفۃ لبنان" میں ہے "أخرج أبو یعلی والبیھقي وابن مندہ عن أنس رضي اللّٰہ عنہ، أنّ النّبي صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: الأنبیاء أحیاء في قبورھم یصلون۔

ترجمہ: شرح الصدور مؤلفہ علامہ سیوطی میں حضرت انس کی ایک روایت ابو یعلی بیہقی وغیرہ کے حوالے سے نقل کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔ وفي المھنّد علی المفنّد للعلاّمۃ خلیل أحمد السھارنفوري: ۴۳، عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرّسالۃ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حي في قبرہ الشّریف، وحیاتہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم دنیویۃ من غیر تکلیف وھي مختصۃ بہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم، وبجمیع الأنبیاء صلوات اللّٰہ علیھم، والشّھداء لا برزخیۃ کما ھي حاصلۃ لسائر المسلمین؛ بل لجمیع النّاس کما نص علیہ العلاّمۃ السّیوطي في رسالتہ "إنباء الأذکیاء بحیاۃ الأنبیاء" حیث قال: قال الشّیخ تقي الدین السّبکي: حیاۃ الأنبیاء والشّھداء في القبر کحیاتھم في الدنیا ویشھد لہ صلاۃ موسیٰ علیہ السّلام في قبرہ؛ فإنّ الصّلاۃ تستدعي جسدًا حیًا إلی آخر ما قال: فثبت بھذا أن حیاتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا في عالم الأرواح إلخ۔

ترجمہ: حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں؛ بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "إنباء الأذکیاء بحیاۃ الأنبیاء" میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے؛ کیوں کہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے، اور اس معنی کر برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(چند اہم عصری مسائل)

- -

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ : دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
فتوی نمبر :56440
تاریخ اجراء :Nov 9, 2014

عقیدہ حیات النبی ﷺ

سوال

آپ سے عقیدہ حیات النبی کے صارے میں فتوی معلوم کیا تھا جواب موصوف ہوا، سوال کا ایک جز ہنوز جواب طلب ہے وہ کہ کیا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم Fatwa ID: 78-78/Sd=2/1436-U

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا تاویل انکار کرنے والا بدعتی ہے، ایسے شخص کی اقتداء میں نماز مکروہ ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ : دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی نمبر :56944

تاریخ اجراء :Dec 2, 2014

DAR UL IFTA JAMIA BINORIA SITE KARACHI PAKISTAN
Ph:+92 - 021 - 2560300 - Ext: 286   Mobile: 03332212607
WebSite:http://www.onlinefatwa.com   Email: binoria@hotmail.com

S No: ========= 950
Fatwa No: ===== 29-82
Date: ========= 19/4/2005

NAME :>> Shahid Bashir
ADDRESS :>> Karachi
EMAIL :>> shajutt@gmail.com
SUBJECT :>> Hayat Anbya

QUESTION :>> Hazara Muhammad Salallaho alai wasalam kay baray main maslak deoband main HAYATI Or MUMMATI kia hai?

الجواب حامداً ومصلیاً

تمام اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ حیات برزخی ہے جو مثل حیات دنیاوی بلکہ اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث مبارکہ اور محدثین کے اقوال سے واضح ہوتا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون (جذب القلوب ص ۱۸، مدارج النبوۃ ص ۲۴۲)

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت من شر استغفرت لکم (مجمع الزوائد ص ۲۴)

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت وفی روایۃ مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ (مسلم ص ۲۶۸/۲، مسند احمد ص ۱۴۸/۳)

قال ابن حجر ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبها موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورهم (فتح الباری ص ۲۲/۷)

قال العلامۃ السمهودی رح لا شک فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ وکذا سائر الانبیاء علیهم الصلوۃ والسلام احیاء فی قبورهم حیاۃ اکمل من حیاۃ الشهداء التی اخبر اللہ بها فی کتابہ العزیز (وفاء الوفاء ص ۴۰۵)

واللہ اعلم بالصواب

سہیل احمد عفی عنہ
دار الافتاء جامعۃ بنوریۃ سائٹ کراچی
۲۹/ ۳ /۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح
بندہ [illegible]
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

MODE: **Regular**

Name	:	**WAQAS SHAIKH**	Serial No	:	**15728**
Address	:	**karachi**	Date	:	**6/16/2012**
Subject	:	**AQAID**	Contact No:		
Writer	:	آفتاب احمد	Email	:	

mujhe aqaid e deoband main hayati aur mamati ka faraq maloom karna hay ? matlab hayati aqaida aur mamati aqaida kya hay ?

مجھے عقائد دیوبند میں حیاتی اور مماتی کا فرق معلوم کرنا ہے؟ مطلب حیاتی عقیدہ اور مماتی عقیدہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حیاتی عقیدہ یہ ہیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ اطہر میں حیات ہیں اور آپ کی یہ حیاتِ برزخی مثل دنیاوی حیات بلکہ اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے یہی وجہ ہیکہ انبیاء علیہم السلام کی نہ میراث تقسیم ہوتی ہے نہ ان کی ازواجِ مطہرات سے بعد میں کوئی نکاح کرسکتا ہے اس لئے حدیث مبارکہ کی رو سے جو شخص روضۂ اطہر کے پاس آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر درود پڑھتا ہے تو آپ علیہ السلام اس کو خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کے ذریعے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں، یہ حیاتِ برزخی کہلاتی ہے اور یہی عقیدہ اہلسنت والجماعت کا ہے جبکہ مماتی حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اس حیات کے قائل نہیں۔

کما فی الصحیح للمسلم: عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أتیت وفی روایۃ ھداب مررت علی موسی لیلۃ أسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔ (۲/۲۶۸)

وأخرجہ ابو یعلی فی مسندہ: عن أنس بن مالک أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ (۶/۱۴۷)

قال الحافظ ابن حجر بعد سرد الاحادیث فی حیات الأنبیاء: قلت واذا ثبت أنھم أحیاء من حیث النقل فانہ یقویہ من حیث النظر کون الشھداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشھداء۔ (۶/۴۸۸)

قال العلامہ عثمانی بعد سرد الاحادیث فی حیاۃ الانبیاء: ومن الشواھد الحدیث ایضاً ما اخرجہ ابوداؤد من حدیث ابی ھریرۃ رض

(جاری ہے)

رفعه وقال فيه فلو تموت قال لو تموت يبقى تبلغ السلام ...

وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد ((من صلى عليّ عند قبري سمعته، ومن صلى عليّ نائيا بلغته)) وعند أبي داؤد والنسائي، وصححه ابن خزيمة وغيره، وعن اوس بن اوس رفعه في فضل يوم الجمعة ((فأكثروا فيه عليّ من الصلاة، فإن صلاتكم معروضة عليّ، قالوا يا رسول الله، وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد ارمت؟ قال إن الله حرم على الارض أن تأكل أجساد الانبياء (فتح الملهم ٢/٢٨٩)

وفي الشفاء السقام للسبكي: وهي ثابتة للروح بلا اشكال والجسد قد ثبت أن أجساد الانبياء لا تبلى (الى قوله) فإن الصلاة تستدعي جسدا حيا وكذلك الصفات المذكورة في الانبياء ليلة الإسراء كلها صفات الاجسام ولا يلزم من كونها حياة حقيقة أن تكون الابدان معها كما كانت في الدنيا من الاحتياج الى الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ في الحجاب الكثيف وغير ذلك من صفات الأجسام التي نشاهدها بل قد يكون لها حكم آخر فليس في العقل ما يمنع من اثبات الحياة الحقيقة لهم (ص١٩١)

قال العلامه السيوطي في الحاوي: حياة النبي صلى الله عليه وسلم في قبره هو وسائر الانبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الاخبار وقد الف البيهقي جزءا في حياة الانبياء في قبورهم. (ص٥٥٤)

وفيه ايضا: قال القرطبي في التذكرة (الى قوله) وهذه صفة الاحياء في الدنيا وإذا كان هذا في الشهداء فالانبياء أحق بذلك وأولى وقد صح أن الارض لا تأكل أجساد الانبياء. (ص٥٥٦)

وفيه ايضا: قال الحافظ شيخ السنة ابوبكر البيهقي في كتاب الاعتقاد: الانبياء عليهم السلام بعد ما قبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء (ص٥٥٧)

والله اعلم بالصواب

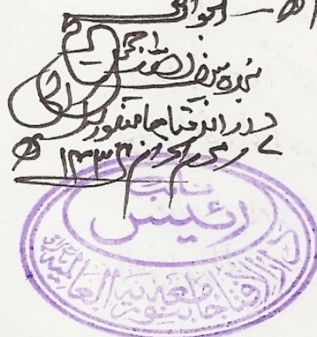
الجواب صحيح
عبدالله ... [illegible]
دارالافتاء جامعه بنوريه
٢ ربيع الاول ١٤٣٤ھ

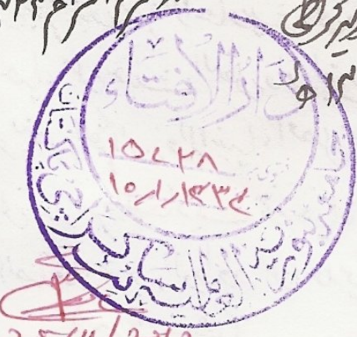


الجواب صحيح
بنده نادر جان [illegible]
دارالافتاء جامعه بنوريه كراتشي
٢ محرم الحرام ١٤٣٤ھ

أفتاه احمد عفي عنه
دار الافتاء جامعة بنورية كراتشي
٥ محرم الحرام ١٤٣٤ھ

الجواب صحيح
بنده ... [illegible]
دارالافتاء جامعه بنوريه
٧ محرم الحرام ١٤٣٤ھ





25/11/2012

حیات النبی کی کیفیت کی بارے میں کہ کیا یہ حیات دنیوی ہے یا برزخی؟

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین حیات النبی کی کیفیت کی بارے میں کہ کیا یہ حیات دنیوی ہے یا برزخی؟

براہ کرم، جواب دیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم Fatwa ID: 292-Sd=6/1436-U

حیاۃ النبی کے سلسلے میں اتنا عقیدہ رکھنا کافی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اعلیٰ ترین حیات کے ساتھ زندہ ہیں، باقی حیات کی کیفیت اور حقیقت کی جاننے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کا صحیح علم حق تعالیٰ شانہ ہی کو ہے، جو ہر غیب کا جاننے والا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی نمبر: 58707

تاریخ اجراء: Apr 16, 2015

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کس کتاب میں ہے؟

سوال

جواب

یہ حدیث کئی کتب میں موجود ہے، صحیح ہے، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد میں اس کی تصحیح کی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ نے ابو یعلی کے حوالہ سے نقل کی ہے :

أخرجه البيهقي في حياة الأنبياء في قبورهم [ص /23 طبعة مكتبة الإيمان]، من طريق أبي يعلى به....

قال الهيثمي في المجمع [8/ 386] : « رواه أبو يعلى والبزار ورجال أبو يعلى ثقات » .

وقبله نقل ابن الملقن في البدر المنير [5/ 285] عن البيهقي أنه قال بعد أن ساق هذا الطريق : « هَذَا إِسْنَاد صَحِيح » ثم قال ابن الملقن : «وَهُوَ كَمَا قَالَ ؛ لِأَن رِجَاله كلهم ثِقَات » .

قلتُ : وإسناده قوي مستقيم ، رجاله كلهم ثقات معروفون'۔فقط واللہ اعلم

ماخذ : دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر : 143909200357
تاریخ اجراء : 29-05-2018

انبیاءِ کرام علیہم السلاماپنی قبروں میں زندہ ہیں

سوال

نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں ، اس پہ حدیث پیش کریں یا قرآنی آیت!

جواب

انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مبارکہ میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

" انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ، نمازیں پڑھتے ہیں ۔ "

مسند البزار = البحر الزخار (13/ 299):

"عن ثابت، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون".

مسند أبي يعلى الموصلي (6/ 147):

"عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

[حكم حسين سليم أسد] : إسناده صحيح".

فوائد تمام (1/ 33):

"عن ثابت، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي (3/ 131):

" عن الحجاج، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»".

الجامع الصحيح للسنن والمسانيد (1/ 407):

" وعن أنس - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون ".

علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو نقل کرکے اس کے رواۃ کی توثیق کی ہے اوراس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی ص: 179)

اسی طرح محمد بن علی بن حرب، معاذ بن خالد، حماد بن سلمہ، سلیمان تیمی، ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس پہنچا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

احمد بن سعید، حبلان، حماد بن سلمہ، ثابت وسلیمان، تیمی، انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے۔"

صحيح مسلم (4/ 1845):

" حدثنا هداب بن خالد، وشيبان بن فروخ، قالا: حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، وسليمان التيمي، عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " أتيت - وفي رواية هداب: مررت - على موسى ليلة أسري بي عند الكثيب الأحمر، وهو قائم يصلي في قبره ... وحدثنا علي بن خشرم، أخبرنا عيسى يعني ابن يونس، ح وحدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، كلاهما عن سليمان التيمي، عن أنس، ح وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبدة بن سليمان، عن سفيان، عن سليمان التيمي، سمعت أنساً يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مررت على موسى وهو يصلي في قبره». وزاد في حديث عيسى: «مررت ليلة أسري بي»".

مسند أحمد مخرجاً (19/ 484):

"حَدَّثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»".

مسند أحمد مخرجاً (21/ 214):

"حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ [ص:215]، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ»".

سنن النسائي (3/ 215،216):

" أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي» قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: «هَذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ»... أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ثَابِتٌ، وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ» ... أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»".

فقط واللہ اعلم

ماخذ : دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن
فتوی نمبر : 144211201191
تاریخ اجراء : 04-07-2021

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال

بعد وفات، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ براہ کرم، حوالے سے اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم فتوی (م) :308=308-2/1433

بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حیات برزخی ثابت ہے، ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے، اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے، حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وہی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الأنبیاء صلوات اللہ علیہم (المہند علی المفند: ۱۳، مطبوعہ دہلی)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

ماخذ: دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتوی نمبر: 36622

تاریخ اجراء: Jan 17, 2012